مؤلف

باجازت
حضرت مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی صاحب

مکتبہ جامعہ انوار العلوم
شاد باغ ملیر ہالٹ کراچی

فہرست

انتساب

برادر کبیر مشفق، کریم، محسن جناب صادق محمود حفظہ اللہ تعالیٰ کے نام جن کی محبت، محنت، تعاون، اور شفقت ہی سے بندہ اللہ کی راہ میں دین کی محنت میں مگن ہے اللہ پاک میرے ابا جان اور اماں جان اطال اللہ بقاء ہما اور سب بھائیوں کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

آمین

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر لوگوں کو سفر کرنے کی ترغیب دی ہے کہ وہ قدرت کے مناظر دیکھیں، قوموں کے عروج و زوال اور ان کے احوال کو جانیں اور اُن کی ہلاکت کے اسباب میں غور و فکر کریں اور ان سے نصیحت و عبرت پکڑیں۔

دنیا میں بہت کم ایسے لوگ ہوں گے جو زندگی بھر ایک ہی مقام پر مقیم ہوتے ہوں، بلکہ ہر آدمی کو اپنی حاجت و ضرورت کے لیے سفر کرنا ہی پڑتا ہے، چاہے یہ سفر دنیوی (جیسے کاروباری اور تفریح وغیرہ کا سفر) ہو یا دینی (جیسے طلب علم، جہاد فی سبیل اللہ، دعوت و تبلیغ اور حج وغیرہ کا سفر)۔ سفر چاہے کتنا ہی آرام دہ کیوں نہ ہو گھر جیسا سکون میسر نہیں آسکتا، اس میں تھکاوٹ اور مشکلات کا ہونا طبیعی امر ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سفر عذاب کا حصہ ہے"، اگر لوگوں کو سفر کی صعوبتوں کا ادراک ہو جائے تو کوئی شخص جان بوجھ کر تنہا سفر کرنا پسند نہ کرے۔

الغرض سفر کسی نہ کسی مجبوری کی وجہ سے ہر کسی کو اختیار کرنا ہی پڑتا ہے، اور پھر آج کے دور میں جب کہ ذرائع سفر کی بہت ساری ترقی یافتہ شکلیں وجود میں آچکی ہے، جن کے ذریعے سفر کی بے شمار تکالیف کا مداوا بھی ہو چکا ہے، تو ایسے میں بے حد ضروری ہے کہ ان جدید ذرائع سفر کے استعمال کے دوران درپیش عبادات

کے احکامات اور ان کی ادائیگی کی ممکنہ صورتوں کا بھی علم حاصل کیا جائے تاکہ اس کے دین و ایمان، جان و مال اور اہل و عیال کی حفاظت ہوسکے، شیطانی ماحول اور مخلوق کے شر سے بچ کر اللہ کی حفاظت میں اس کا سفر خوشگوار گزرے اور دورانِ سفر عبادات کی صحیح انجام دہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سرخرو ہوا جاسکے۔

چناں چہ !انہی باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے احقر نے سن ۲۰۱۰ میں جب دعوت و تبلیغ کی محنت کے لیے سال کا سفر کیا تو بہت شدت سے اس بات کا احساس ہوا کہ اگرچہ سفر کے مسائل سے متعلق بہت سی چھوٹی و بڑی کتب موجود ہیں، لیکن جماعتوں میں نکلنے والے احباب کی ضروریات و مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی ایسا رسالہ مرتب کرنے کی ضرورت ہے، جو مختصر بھی ہو کہ ہر مسافر بآسانی اسے سفر میں ہمراہ رکھ سکے، اور مسائل کے اعتبار سے کچھ ایسا جامع بھی ہو کہ ان کو پیش آنے والے اکثری مسائل میں راہنمائی کرنے والا بھی ہو، چنانچہ احقر نے دوران سفر: جماعتوں کے مقیم و مسافر ہونے کی صورتوں، طہارت و موزوں پر مسح، اسٹیشن، بس اسٹینڈ، ریل گاڑی، بحری جہاز، ہوائی جہاز اور بس وغیرہ کے احکام ٹرین میں نماز کے احکام، اور سفر کے آداب و مستحبات کو مرتب اور ایک جگہ جمع کیا تاکہ اس سے ہر کس و ناکس کو استفادہ کرنا ممکن ہوسکے۔ اس لیے اگر ان مسائل کا بغور ایک بار بھی مطالعہ کر لیا جائے یا کم از کم سفر سے قبل ایک بار نظر سے گذار لیے جائیں یا دورانِ سفر اپنے ہم راہ رکھ لیے جائیں تو بھی ان شاء اللہ نفع سے خالی نہیں۔

اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائے برادر محترم مفتی حسان صاحب سلّمہ کو کہ محترم نے اس کار خیر میں خوب تعاون فرمایا اور اسی طرح حضرت مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی

صاحب زید مجدہ استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی کا مشکور ہوں آنجناب نے بھی نہ صرف اپنی قیمتی آرا سے نوازا بلکہ اپنی بے شمار مصروفیات میں سے وقت نکال کر بنظر غائر اس رسالے کو دیکھا بلکہ احقر کی گزارش پر اپنے تأثرات بھی قلم بند فرمائے۔ اللہ پاک ان حضرات کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے۔

استفادہ کرنے والے حضراتِ اہل علم کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کتاب میں کوئی سُقم نظر سے گزرے تو احقر کو ضرور مطلع فرمائیں، تاکہ یہ مجموعہ مستند ترین شکل میں امت کے سامنے رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس احقر کی اس کاوش کو شرف قبولیت کے ساتھ امت محمدیہ ﷺ کے لیے نافع اور بندہ اور اس کے والدین کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

خاکپائے اکابر
صابر محمود
فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی
استاد و رفیق دارالافتاء جامعہ انوارالعلوم شاد باغ ملیر ہالٹ کراچی
0315 8800032
تاریخ، 16/4/2017

E mail:hajisspi@gmail.com

تاثرات

حضرت مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی صاحب دامت برکاتہم
فاضل مدرسہ عربیہ تبلیغی مرکز رائے ونڈ
رفیق شعبہ تصنیف وتالیف، واستاد جامعہ فاروقیہ، کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْد:

جناب نبی اکرم ﷺ نے جہاں تمام شعبہ ہائے زندگی میں انسانوں کی کامل راہنمائی فرمائی ہے وہاں ہی احکام وآداب سفر بھی بہت احسن انداز میں ارشاد فرمائے ہیں، چنانچہ سفر کی اہمیت کو بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

”سفر عذاب کا ٹکڑا ہے، یہ تم میں سے سفر کرنے والے کو اس کی نیند سے، اس کے کھانے سے اور اس کے پینے سے روکتا ہے، چناں چہ جب تم میں سے سفر میں جانے والا اپنی حاجت پوری کرلے تو وہ اپنے اہل وعیال کی طرف جلد لوٹ آئے“۔[1]

سفر کو عذاب کا ٹکڑا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں مسافر سفر کی مشقت، تھکاوٹ، گرمی، سردی کے پیش آنے، دشمنوں یا ہلاکت یا سامان وغیرہ کی چوری کے خوف، اہل وعیال کی جدائی اور اکثر وبیشتر سفر کے ساتھیوں کی بداخلاقیوں اور ان کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں کی بنا پر پُرسکون نیند اور اس کی لذت، کھانے پینے، راحت وآرام اور اطمینان وسکون کے ساتھ عبادات کی ادائیگی پر قادر نہیں ہوتا۔

۱۔ (صحیح البخاري، رقم الحدیث: ۴۰۸۱).

سفر کی ان مشقتوں کا اگر کوئی اندارہ لگانا چاہے تو حجاج بن یوسف کے اس مشہور قول سے بخوبی اندارہ لگایا جاسکتا ہے:

«لولا فرحة الإياب لما عذبتُ أعدائي إلا بالسفر». کہ اگر (میرے سامنے) سفر سے واپس لوٹنے والوں کی خوشی نہ ہوتی تو میں اپنے دشمنوں کو صِرف سفر (کرنے) کا عذاب ہی دیتا۔

الغرض سفر کسی نہ کسی مجبوری کی وجہ سے ہر کسی کو اختیار کرنا ہی پڑتا ہے، اور پھر موجودہ دور میں جب کہ ذرائع سفر کی بہت ساری ترقی یافتہ شکلیں موجود ہیں، جن کے ذریعے سفر کی بے شمار تکالیف کا مداوا بھی ہو چکا ہے، تو ایسے میں بے حد ضروری ہے کہ ان جدید ذرائع سفر کے استعمال کے دوران درپیش عبادات کے احکامات اور ان کی ادائیگی کی ممکنہ صورتوں کا بھی علم حاصل کیا جائے تا کہ دورانِ سفر عبادات کی صحیح انجام دہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سرخرو ہوا جاسکے۔

چناں چہ! انہی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے برادر محترم حضرت مولانا مفتی صابر محمود صاحب حفظہ اللہ نے جب دعوت و تبلیغ کی محنت کے لیے سال کا سفر کیا تو انھوں نے بہت شدت سے محسوس کیا کہ اگرچہ سفر کے مسائل سے متعلق بہت سی ضخیم و مختصر کتب موجود ہیں، لیکن جماعتوں میں نکلنے والے احباب کی ضروریات و مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے ایک ایسا مجموعہ مرتب کرنے کی ضرورت ہے، جو مختصر بھی ہو کہ ہر مسافر بآسانی اسے سفر میں ہمراہ رکھ سکے، اور مسائل کے اعتبار سے کچھ ایسا جامع بھی ہو کہ ان کو پیش آنے والے اکثری مسائل میں راہنمائی کرنے والا بھی ہو، یا کم از کم اس رسالے کے مطالعہ سے قاری کو اتنا شعور تو حاصل ہو ہی جائے کہ میں درست کر رہا ہو یا غلط؟ یا مجھے اس بارے میں مفتی حضرات سے پوچھنا چاہیے، چنانچہ

دوران سفر: طہارت و موزوں پر مسح، ٹرین میں نماز کے احکام، جماعتوں کے مقیم و مسافر ہونے کی صورتوں اور سفر کے آداب و مستحبات کے مسائل کو بہت احسن انداز میں نہ صرف جمع کیا بلکہ اُن کے مراجع وماخذ کو بھی ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے۔

چونکہ ان مسائل کا انتخاب اور انہیں مرتب کرنے والا ایسا صاحب بصیرت شخص ہے جو خود ان راہوں سے گذرنے والا اور ان مسائل کو جاننے والا ہے، اس لیے اگر ان مسائل کا بغور ایک بار بھی مطالعہ کرلیا جائے یا کم از کم سفر سے قبل ایک بار نظر سے گذار لیے جائیں یا دورانِ سفر اپنے ہم راہ رکھ لیے جائیں تو بھی ان شاء اللہ نفع سے خالی نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مجموعے کو امت محمدیہ کے لیے نافع اور مؤلف محترم کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

محمد راشد ڈسکوی عفا اللہ عنہ

رفیق شعبہ تصنیف و تالیف واستاد جامعہ فاروقیہ، کراچی

۶/رجب المرجب/۱۴۳۸ھ

mrashiddaskavi@yahoo.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سفر کے آداب و مسائل

سفر و مسافر کے معنی اور مفہوم:

«سفر» عربی زبان کا لفظ ہے اس کے لغوی معانی بہت زیادہ ہیں۔ مثلاً: مسافر ہونا، مسافت کا طے کرنا، عورت کا چہرہ کھولنا، جلوہ گر ہونا وغیرہ وغیرہ

«سافر» کی جمع سُفْرٌ مسافر کی جمع مسافرون آتی ہے۔ سفر کا مادہ س، ف، رہے، اس مادہ میں کشف اور کھلنے کے معنی پائے جاتے ہیں، مسافر کو مسافر اس لیے کہتے ہیں کہ دوران سفر لوگوں کے معاملات کا پتہ چلتا ہے، ان کے اخلاق کھل کر سامنے آتے ہیں اور لوگوں کی چھپی ہوئی عادتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ [۱]

سفر کا شرعی معنی:

اصطلاح شرع میں فقہ حنفی کی رو سے سفر شرعی کی تعریف یہ ہے:

پیدل یا اونٹ کی سواری سے تین دن میں طے ہونے والی مسافت تک سفر کرنے کی نیت سے اپنے شہر یا گاؤں کی آبادی سے باہر نکل جانا۔ [۲]

تین دن سے مراد تین دن اور تین راتوں کا مکمل وقت یعنی گھنٹے نہیں ہیں، بلکہ صبح سے لے کر زوال تک کا وقت مراد ہے، [۳] جو کہ تقریباً چھ (٦) گھنٹے بنتے ہیں، اس طرح کل ۱۸ گھنٹے بن گئے۔

۱۔ لسان العرب لابن منظور: (۲/۲۷۷).

۲۔ الدر المختار: (۲/۱۲۱تا۱۲۳) .

۳۔ الدر المختار: (۲/۱۲۳) ۔۔البحر الرائق: (۲/۱۲۹) .

تعریف کا حاصل یہ ہوا کہ ۱۸ گھنٹوں میں پیدل یا اونٹ کی سواری سے جتنی مسافت طے ہو سکتی ہے اتنی مسافت طے کرنے کے ارادے سے اپنے شہر کی آبادی سے نکلنے والا شخص شرعاً مسافر کہلائے گا۔

سفر کے آداب، مستحبات اور مسنون دعائیں

اس باب میں وہ احادیث نقل ہوں گی جن سے سفر کے آداب اور طور طریقے معلوم ہوں گے، سفر خواہ جہاد کا ہو یا حج کا یا ان کے علاوہ اور کسی طرح کا۔

واضح رہے کہ سفر کے آداب بہت ہیں، اس میں سے بعض کا تعلق سفر شروع کرنے سے پہلے سے ہے اور بعض اس نوعیت کے ہیں کہ ان کا لحاظ سفر کے دوران ہونا چاہیے اور بعض ایسے ہیں جو سفر سے واپس آنے پر ملحوظ رکھنے چاہئیں، ذیل میں بالترتیب سفر کے آداب ذکر کئے جا رہے ہیں۔

سفر شروع کرنے سے پہلے کے آداب

ا۔ سفر کی نیت کرنا:

جب سفر کا ارادہ ہو تو اس میں درج ذیل نیتیں کی جا سکتی ہیں، جس سے جائز اور مباح سفر بھی عبادت بن سکتا ہے اور حسبِ موقع ان میں ایک بھی کافی ہے، تاہم زیادہ نیتوں کا زیادہ ثواب ہے۔

۱. دین کی باتیں سیکھنے اور دوسروں تک پہنچانے کے لیے سفر کرنا۔
۲. تبلیغ کے لیے سفر کرنا۔
۳. اگر شرعی جہاد ہو رہا ہو تو جہاد میں شرکت کی نیت سے سفر کرنا۔
۴. صحت حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا کیونکہ حدیث پاک میں ہے: عن

أبی هريرة رضی اللہ عنہ: أنَّ النَّبِیَّ قَالَ: سَافِرُوا تَصِحُّوا وَ اغزُوا تَستَغنُوا۔[1]

۵. سفر کرو اور صحت حاصل کرو اور جہاد کرو اور غناء حاصل کرو۔

٦. مسلمانوں کی مدد کی غرض سے سفر کرنا۔

۷. حج یا عمرہ کی نیت سے سفر کرنا۔

۸. مسائل دریافت کرنے کے لیے سفر کرنا۔

۹. جس شخص سے اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت ہو اس سے ملنے کے لیے سفر کرنا۔

۱۰. دینی اُمور میں علماء کرام اور نیک لوگوں سے مشورہ کرنے کے لیے سفر کرنا۔

۱۱. حلال روزی کمانے اور اس کے حقوق ادا کرنے کی غرض سے سفر کرنا۔

۱۲. اللہ والوں سے ملاقات کرنے اور ان کی خدمت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کا تعلّق اور اس کی محبت حاصل کرنے کی نیت سے سفر کرنا۔

۱۳. تعزیت کے لیے سفر کرنا۔

۱۴. والدین یا ان میں سے کوئی ایک زندہ ہو تو ان سے ملنے اور ان کی خدمت کے لیے سفر کرنا۔

۱۵. ہر نیک کام کرنے اور ہر بُرائی سے بچنے کی نیت سے سفر کرنا وغیرہ۔

کامیاب سفر

حضرت امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اگر کوئی شخص ملک شام کے ایک کونے سے ملک یمن کے دوسرے کونے تک سفر کرکے ایک ایسا کلمہ یاد کرے جو ہدایت پر اس

۱۔ مسندأحمد: (رقم حديث: ۸۹٤۹).

کی راہ نمائی کرے یا اسے بُرائی سے بچائے تو اس کا سفر رائیگاں (ضائع) نہیں ہوا"۔[۱]

۲۔ سفر شروع کرنے سے پہلے مشورہ کرنا:

سفر شروع کرنے سے پہلے مشورہ کرنا مستحب ہے۔ مشورہ اس شخص سے کرنا چاہیے جو اس لائن کا تجربہ بھی رکھتا ہو جس کے علم و عمل، دینداری، امانت و دیانت اور تجربہ پر مکمل اعتماد ہو۔

مشورہ کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرنے کا حکم فرمایا: «وَشَاوِرْهُمْ فِي الأَمْرِ»[۲]

ترجمہ: اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

عَنْ انسِ بِنْ مَالِكٍ قَال رَسُوْلُ ﷺ: مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ، وَلا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ، وَلا عَالَ مَن اقْتَصَدَ۔[۳]

جس نے استخارہ کیا وہ ناکام نہیں ہوا، اور جس نے مشورہ کیا وہ پشیمان نہیں ہوا اور جس نے میانہ روی اختیار کی وہ فقیر نہیں ہوا۔

استخارہ کا طریقہ:

استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر نماز کا مکروہ یا ممنوع وقت نہ ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے سفر میں راہنمائی اور خیر کی توفیق ملنے کی دُعا کریں۔

۱۔ احیاء العلوم: ج ۲، ص ۴۰۰، دار الاشاعت.

۲۔ (سورۃ آل عمران الآیة: ۱۵۹)

۳۔ (باب: ما خاب من استخار/المعجم الأوسط، (۳۶۵/۶، رقم ۶۶۲۷)، وفی الجامع الصغیر (۱۷۵/۲، رقم ۹۸۰)).

استخارہ کی دُعا یہ ہے:

اللهمَّ إني أستخيرك بعلمك وأستقدرك بقدرتك وأسألك من فضلك. فإنك تقدر ولا أقدر وتعلم ولا أعلم وأنت علام الغيوب. اللهمَّ إن كنت تعلم هذا الأمر يسميه بعينه خيرًا لي عاجل أمري وآجله قال أو في ديني ومعاشي وعاقبة أمري فاقدره لي ويسره لي ثم بارك لي فيه وإن كنت تعلم أنه شر لي في ديني ومعاشي وعاقبة أمري أو قال في عاجل أمري وآجله فاصرفني عنه (واصرفه عني) واقدر لي الخير حيث كان ثم رضني به.[1]

ترجمہ: اے اللہ میں تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور تجھ سے ہی تیری قدرت کے ذریعہ قدرت طلب کرتا ہوں، اور میں تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے، اور میں (کسی چیز پر) قادر نہیں، تو جانتا ہے، اور میں نہیں جانتا، اور تو تمام غیبوں کا علم رکھنے والا ہے، الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں) میرے لیے میرے دین اور میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر اور آسان کر دے، پھر اس میں میرے لیے برکت عطا فرما، اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے اور میرے دین اور میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے برا ہے تو اس کام کو مجھ سے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی مہیا کر جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر دے۔

فائدہ: واضح رہے کہ استخارہ کے لئے نفل پڑھنا بہتر اور افضل ہے، اگر کوئی شخص نوافل نہ پڑھے محض دعا ہی مانگتا رہے تو بھی درست ہے۔

۱۔ (صحيح البخاري: رقم الحديث: ۷۳۹۰ باب قول الله تعالى قل هو القادر).

استخارہ کی آسان دُعا:

اگر مذکورہ طریقے کے مطابق استخارہ کرنے کا وقت نہ ہو یا جلدی فیصلہ کرنا ہو تو یہ دُعا کثرت سے پڑھیں، اور قلبی رجحان کے مطابق عمل کریں۔

عَن ابی بَکرالصّدِّیقِ انّ النَّبِیَّ کَانَ اِذَا اَرَادَ امراً قَال: اللّٰھُمَّ خِر لِی وَاختَرلِی۔[۱]

ترجمہ: یا اللہ! میرے لیے آپ (صحیح راستہ) پسند کر دیجئے، اور میرے لیے آپ ہی انتخاب فرما دیجئے۔

۳۔ رفیق سفر کا انتخاب:

سفر میں نیک اور صالح آدمی کی رفاقت تلاش کرنا مستحب ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«لا تُصَاحِبْ إِلا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ». [۲]

ترجمہ: مؤمن ہی کو اپنا رفیق بناؤ، اور کھانا صرف متقی شخص کو کھلاؤ۔

اور ارشاد فرمایا

«الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ». [۳]

ترجمہ: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

۱۔ ترمذی:رقم الحدیث: (۳۵۱۶). ۲۔ (أبوداود: رقم الحديث: ۴۸۳۲، باب من يومران يجالس).

۳۔ (أبوداود: رقم الحديث: ۴۸۳۳، باب من يومران يجالس).

«مَثَلُ الجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ، كَحَامِلِ المِسْكِ وَنَافِخِ الكِيرِ فَحَامِلُ المِسْكِ: إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الكِيرِ: إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً».[1]

ترجمہ: نیک اور بد دوست کی مثال ایسی ہے جیسے ایک مسک والا ہے اور ایک بھٹی پھونک رہا ہے۔ مشک والا (عطار) یا بطور تحفہ تجھے خوشبو دے گا یا اس سے تو خوشبو خریدے گا یا کچھ دیر تو عمدہ خوشبو سے فیضاب ہوگا، اور بھٹی والا یا تو وہ آگ اڑا کر تیرا کپڑا جلادے گا یا کم ار کم تو بدبو ضرور سونگھے گا۔

۴۔ تنہا سفر کی ممانعت:

تنہا سفر پر نہ جائے بلکہ رفیق سفر تلاش کرے (کہ عربی کا مقولہ ہے) «الرَّفِيقُ ثُمَّ الطَّرِيقُ» یعنی پہلے رفیق سفر تلاش کرو پھر سفر پر روانہ ہو۔ اور رفیق ایسا ہونا چاہیئے کہ دین کے معاملے میں اس کی مدد کرے اگر یہ بھولے تو اسے یاد دلائے اور یاس (ناامیدی) ہو تو عمل کی ترغیب دلائے، کیونکہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اور اپنے رفیق کے ذریعے پہچانا جاتا ہے، نیز آپ ﷺ کا ارشاد کرامی ہے:

«وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ».[2]

ترجمہ: اکیلے سفر کرنے کی جو بُرائی میں جانتا ہوں اگر لوگ جان لیتے تو کوئی بھی رات کو اکیلا سفر نہ کرتا۔

اور ارشاد فرمایا:

۱۔ (صحيح البخاری: باب المسك، ۲۷۶/۳، مكتبه رحمانية).

۲۔ (بخاری: رقم الحديث: ۲۹۹۸، باب السير وحده).

«الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ، وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ». [۱]

ترجمہ :اکیلا سفر کرنے والا ایک شیطان ہے دو سفر کرنے والے دو شیطان ہیں، تین افراد جماعت ہیں۔

۵۔سفر کی تیاری کرنا:

سفر سے پہلے اپنے سفر کا ضروری سامان تیار کرلینا مناسب ہے تاکہ دوسروں کو اس کی وجہ سے تکلیف نہ ہو۔ [۲]

آپ ﷺ سفر میں ہوتے یا گھر میں آرام کے وقت ہمیشہ آپ کے سرہانے سات چیزیں رکھی رہتی تھیں: تیل کی شیشی، کنگھا، سرمہ دانی، قینچی، مسواک، آئینہ، لکڑی کی چھوٹی سی سیخ۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ:

«عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: انَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ حَمَلَ مَعَهُ خَمْسَةَ اشْيَاءَ: الْمِرْآةَ، وَالْمُكْحُلَةَ، وَالْمِدْرَى، وَالسِّوَاكَ، وَالْمُشْطَ». [۳]

۶۔دعائیں دے کر اور لے کر رخصت ہونا:

روانگی کے وقت اپنے اہل وعیال اور مقیم دوستوں کو دعا دے اور ان سے دعا کی درخواست کرے اور اس دعا کے ساتھ رخصت ہو جو پیارے حبیب ﷺ سے منقول ہے چنانچہ،

کسی کو رخصت کرتے وقت کی دعا:

جب کوئی سفر پر جارہا ہو تو رخصت کرنے والا مقیم اس سے مصافحہ کرے اور یہ

۱۔ (أبوداود: رقم الحديث: ۲۹۰۷، باب فی الرجل یسافر وحده).

۲۔ (آداب السفر، مفتی طاہر مسعود صاحب).

۳۔ (الباب الرابع فی استعماله ﷺ المشط ونظره فی المراه واكتحاله، سبل الهدى والرشاد).

دعا پڑھے:

«أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ».[۱]

میں اللہ تعالی کو تمہارا دین، تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کا اختتام، ودیعت (سپرد) کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو رخصت فرماتے تو اس کے ہاتھ پکڑ لیتے اور نہ چھوڑتے یہاں تک کہ وہ شخص ہی نبی کریم کے ہاتھ چھوڑتا، آپ ﷺ یہ دعاء پڑھتے:

«أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ».

عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب کسی کو رخصت فرماتے تو ارساد فرماتے: "زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوَى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ إِلَى الْخَيْرِ حَيْثُ تَوَجَّهْتَ" یعنی اللہ پاک تقویٰ کو تیرا توشہ کرے، تیرے گناہ بخش دے اور تو جس طرف بھی متوجہ ہو تجھے بھلائی ہی کی طرف لے جائے"۔ یہ مقیم کی دعا ہے مسافر کے لئے۔[۲]

۷۔ مسافروں کو کو الوداع کہنے کے لئے چند قدم چلنا

مسافر کو الوداع کرنے کے لئے چند قدم ساتھ چلنا سنت ہے اور دنیا و ما فیھا سے زیادہ محبوب ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَأَنْ أُشَيِّعَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَكُفَّهُ عَلَى رَحْلِهِ غَدْوَةً أَوْ رَوْحَةً، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.[۳]

۱۔ (ترمذی: رقم الحديث: ٣٤٤٣، باب ما يقول اذا ودع انسانا، ابوداود، ابن ماجه).

۲۔ (الدعا للمحاملی، الحدیث: ٨، ص: ٩).

۳۔ (ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب تشييع الغزاة ووداعهم، ٣/٣٧٢، الحديث: ٢٨٢٤).

یعنی اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے ساتھ صبح یا شام کے وقت چلنا اور اسے سواری پر سوار ہونے میں مدد دینا مجھے دنیا ومافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

۸۔ اہل ومال کی حفاظت کی دعا کرنا:

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے سفر کی نذر مانی ہے اور اپنی وصیت لکھ چکا ہوں تو اپنے بیٹے، بھائی اور باپ میں سے وصیت کس کے سپرد کروں؟" تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندے کا اپنے گھر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین نائب یہ ہے کہ بندہ جب سفر کے کپڑے پہن لے تو گھر میں چار رکعت پڑھے، ان میں سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کی تلاوت کرے اور بعد سلام یہ دعا پڑھے: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَتَقَرَّبُ بِهِنَّ إِلَيْكَ فَاخْلُفْنِيْ بِهِنَّ فِيْ أَهْلِيْ وَمَالِيْ».(۱)

یعنی اے اللہ! ان نوافل کے ذریعے میں تیرا قرب چاہتا ہوں، تو انہیں میرے اہل اور مال میں میرا نائب بنادے۔ تو اس کے واپس لوٹنے تک یہ نماز اس کے اہل اور مال میں اس کا نائب و خلیفہ اور اس کے گھر کے ارد گرد محافظ ہو گی۔

۹۔ روانہ ہوتے وقت کی دعا:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ.(۲)

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جاتا ہوں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا، گناہوں

۱۔ (جمع الجوامع للسيوطی، مسند انس بن مالك، ۵۱/۱۴، الحديث ۹۲۹۲).

۲۔ (احیاء العلوم: ج۲، ص۴۱۱، دارالاشاعت).

سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اے رب! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں، لغزش کروں یا مجھے کوئی لغزش دے، کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، جاہل بنوں یا مجھے جاہل بنایا جائے۔

روانہ ہوتے وقت کی ایک اور دعا:

اللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ وَإِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ أَنْتَ ثِقَتِي وَرَجَائِي اللّٰهُمَّ اكْفِنِي مَا اهَمَّنِي وَمَا لا اهْتَمُّ بِهِ وَمَا انتَ اعْلَمُ بِهِ مِنِّي اللّٰهُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوَى وَاغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَجِّهْنِي إِلَى الْخَيْرِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتُ.[۱]

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری مدد سے چلا، میں نے تجھ پر ہی بھروسہ کیا، تیری ہی پناہ حاصل کی، تیری ہی طرف متوجہ ہوا۔ اے اللہ! تو ہی میرا اعتماد ہے تو ہی میری امید ہے، اے اللہ! مجھے اس چیز سے بچا جو مجھے پیش آئے اور میں اس کا اہتمام نہ کرسکوں اور جس چیز کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تیری پناہ لینے والا عزیز ہوا، تیری تعریف عظیم ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اے اللہ! مجھے تقویٰ کا زادِ راہ عطا فرما میرے گناہ معاف کر اور جہاں کہیں جاؤں میری خیر کی طرف رہنمائی فرما۔ (یہ دعا ہر منزل سے روانگی کے وقت پڑھنی چاہیے)[۲]

روانہ ہوتے وقت کی ایک اور دعا:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى.

۱۔ (سنن الكبرى للبيهقي رقم الحديث: ١٠٣٠٦، باب الدعاء إذا سافر).

۲۔ (احیاء العلوم: ج۲، ص۴۱۱، دارالاشاعت).

اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَه، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الأَهْلِ. اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالأَهْلِ. [۱]

اے اللہ! ہم اس سفر کے لیے نیکی وتقویٰ کا زادِ سفر طلب کرتے ہیں اور تیرے پسندیدہ عمل کی توفیق چاہتے ہیں۔ اے اللہ! ہمارے لیے یہ سفر آسان کردے، اس کی طوالت کو کم کردے۔ اے اللہ! تو سفر میں ہم مسافروں کا رفیق اور ہمارے پیچھے ہمارے گھر والوں کا محافظ ونگران ہے۔

اے اللہ! ہم سفر کی مشقت سے، غم ناک مناظر سے اور ایسی واپسی سے جس سے گھر میں اہل وعیال اور مال ودولت میں کوئی بھی خرابی اور کمی ہو، تیری پناہ چاہتے ہیں۔

آغازِ سفر کی ایک اور دعا:

«اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ». [۲]

اے اللہ! ہم سفر کی مشقت، منزل واپسی کی بُرائی، خوش حالی کے بعد تنگ حالی، مظلوم کی بددعا اور اہل خانہ، اولاد اور مال ودولت میں حادثوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

۱۔ (جامع الترمذی، ابواب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء مایقول اذا رکب دابته، ۱۸۳/۲، ط: سعید).

۲۔ (نسائي: رقم الحديث: ۵۴۹۹، الاستعاذة من الحور بعد الكور).

اگر کسی کو مندرجہ بالا لمبی دعا یاد نہ ہو تو:

وہ مذکورہ آیت ضرور پڑھے: «سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ». (۱)

۱۰۔ سوار ہوتے وقت کی دعا:

بِسْمِ اللہ وباللہ واللہ اَكْبَرُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ مَا شَاءَاللہ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

ترجمہ: میں اللہ کا نام لے کر سوار ہوتا ہوں، اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ گناہ سے پھیرنے اور نیکی پر لگانے کی طاقت بس اللہ ہی کو ہے جو برتر اور عظیم ہے۔ جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے، جو نہیں چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا، پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس سواری کو مسخر کیا، ورنہ ہم اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہمیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

۱۱۔ جب سواری پر پُرسکون ہو کر بیٹھ جائے تو یہ دعا پڑھے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَاوَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ، اللّٰهُمَّ اَنْتَ الْحَامِلُ عَلَى الظَّهْرِ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ عَلَى الْأُمُورِ. (۲)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس کی راہ بتلائی ہم راہ پانے والے نہیں تھے اگر وہ ہمیں راہ نہ بتلاتا۔ اے اللہ! تو ہی سواری کے پست پر بٹھانے والا ہے، اور تجھ ہی سے تمام معاملات میں مدد چاہی جاتی ہے۔

۱۔ (ابوداود، کتاب الجهاد، باب ما يقول الرجل اذا سافر: ۱/۳۵۶، ۳۵ ۷، ط: حقانية).

۲۔ (احياء العلوم: ج۲، ص۴۱۱، دارالاشاعت).

۱۲۔بحری سفر کی دعا:

ڈوبنے اور طوفان وغیرہ سے محفوظ رہنے کے لیے بحری جہاز یا کشتی پر سوار ہوتے وقت یہ آیات پڑھنی چاہیے:

«بِسْمِ اللّٰهِ مجرٰها وَمُرْسٰهَا إِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَحِيْمٌ».[۱]

«وَماقَدَرُوا اللّٰه حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ والسَّمٰوٰاتُ مَطْوِيّات بِيَمِيْنِهِ، سُبْحَانَه وَتَعالٰى عَمَّايُشْرِكُوْنَ».[۲]

۱۳۔جمعرات یا پیر کے دن صبح سویرے سفر کرنا:

حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

«قَلَّمَا كَانَ رَسُول اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ فِي سَفَرٍ إِلا يَوْمَ الْخَمِيسِ»[۳]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جمعرات کے علاوہ بہت کم سفر کے لیے نکلتے تھے۔

جمعرات کے بعد پیر کا دن ہے، اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کا سفر پیر کے دن شروع فرمایا تھا۔[۴]

اگر جمعرات اور پیر کے دن سفر کرنا مشکل ہو تو باقی ایام برابر ہیں جس دن چاہے سفر کرسکتا ہے، البتہ جمعہ کے دن زوال کے بعد جمعہ پڑھے بغیر سفر کرنا مکروہ ہے۔[۵]

۱۔ (سوره هود، رقم الآية: ٤١).

۲۔ (سوره الزمر، رقم الآية: ٤٧).

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی دعاء الوالدین: ۱۲/۲، سعید).

۳۔ (صحيح البخاری: باب من أراد غزوة فوری بغيرها، ومن أحب الخروج يوم الخميس).

٤۔ (شرح زرقانی).

٥۔ (الدر المختار مع رد المحتار).

صبح سویرے سفر کے لیے نکلنا مستحب ہے آپ ﷺ نے صبح سویرے سفر کرنے والوں کے لیے دعا دی ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «اللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا».[۱]

۱۴۔ سفر شروع کرنے سے پہلے توبہ اور حقوق العباد ادا کرنا:

سفر پر جانے سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ کریں، توبہ کیا ہے؟ گناہوں کو چھوڑ دینا، سابقہ گناہوں پر دل سے ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کریں، لوگوں سے لین دین کے تمام معاملات بے باک کرے، اگر لوگوں کے قرض ذمہ میں ہیں تو ان کی ادائیگی کا اہتمام کرے، فی الحال ادائیگی ممکن نہ ہو تو لکھ لے، لوگوں کی امانتیں واپس کرے یا لکھ لے وصیت کا لکھنا بھی مستحب ہے، واپسی تک زیر کفالت لوگوں کے اخراجات کا انتظام بھی کرکے جائے۔

۱۵۔ اخراجات سے زائد مال ساتھ رکھنا:

سفر میں اخراجات سے زائد مال ساتھ رکھنا مستحب ہے تاکہ بوقت ضرورت محتاج اور ضرورت مند لوگوں کی اعانت کر سکے۔

اسی طرح روانہ ہونے سے پہلے جن کے حقوق دبائے ہیں ،انہیں ان کے حوالے کرنا چاہیے، قرض خواہوں کا قرض ادا کرنا چاہیے، جن لوگوں کا خرچہ دینا اپنے ذمہ ہو اس کی فکر کرنی چاہیے، اور اگر کسی کی امانت ہو تو اسے اصل مالک کے پاس پہنچانی چاہیے۔[۲]

۱۔ (ترمذی:باب ماجاء فی التکبیر فی التجارة ،رقم الحدیث:۱۲۱۲).

۲۔ (احیاء علوم الدین، کتاب آداب السفر، الفصل الثاني في آداب المسافر من أول نهوضه الى آخر رجوعه: ۲/۲۳۲، دارالقلم، بیروت).

۱۶۔ سفر سے قبل مقصود سفر کا حکم شرعی معلوم کرنا:

سفر پر جانے سے پہلے مقصد سفر، مثلاً: حج وعمرہ، جہاد و تبلیغ، تجارت، شکار اور طلب علم وغیرہ کے احکام معلوم کرنا ضروری ہے، کیونکہ کوئی بھی عبادت اس کے مقرر کردہ شرعی طریقہ کے بغیر صحیح طور پر ادا نہیں ہو سکتی، سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ متعلقہ موضوع پر کوئی مستند کتاب سفر میں ساتھ رکھ لی جائے اور بار بار اس کا مطالعہ کیا جائے۔

۱۷۔ کسی ایک رفیق سفر کو امیر بنا:

«عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - ﷺ - قَالَ: «إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ».[1]

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ جب سفر میں تین شخص ہوں تو ان میں سے کسی ایک کو امیر بنا لینا چاہئے۔

۱۸۔ دو رکعت صلوۃ السفر پڑھنا:

سفر پر روانہ ہو سے قبل دو رکعت صلوۃ السفر پڑھنا بھی مستحب ہے، امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں پہلی رکعت میں سورہ الفاتحہ کے بعد سورہ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ الاخلاص پڑھنی چاہئے۔[2]

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن المطعم بن مقداد قال قال رسول اللہ ﷺ: ما خلف عبد علی اهله

۱۔ (سنن أبی داود).

۲۔ (شرح الایضاح فی مناسك الحج للنووی).

افضل من رکعتین یرکعهما عندهم حین یرید السفر.[1]

ترجمہ: کسی شخص نے اپنے گھر والوں کے لیے ان دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑی جو سفر پر جاتے وقت ان کے پاس پڑھتا ہے۔

دوران سفر کے آداب

ا۔حالت سفر میں مال حلال سے خرچ کرنا:

سفر کے تمام اخراجات مال حلال سے کرنے چاہئیں، بالخصوص حج، عمرہ تبلیغی سفر، طلب علم اور جہاد جیسے نیک سفر مال حلال سے ہی ہونے چاہئیں۔[2]

۲۔حالت سفر میں لڑائی جھگڑے سے بچنا:

خلاف طبیعت امور سفر میں پیش آتے ہی ہیں، اس سے پریشان ہو کر ساتھیوں سے لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہیے بلکہ صبر اور تحمل سے کام لینا چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

تین کام حضر کے اور تین سفر کے ہیں، حضر کے تین کام: قرآن کریم کی تلاوت، مساجد کو آباد کرنا، ایسے دوستوں کی جماعت بنانا جو دین کے کاموں میں امداد کریں۔

سفر کے تین کام: اپنا توشہ غریب پر خرچ کرنا، حسنِ خلق سے پیش آنا اور سفر کے ساتھیوں کے ساتھ مہذب، خوش طبعی کا طرز عمل رکھنا۔[3]

١۔ (مصنف ابن ابی شیبه: الرجل یرید من کان یستحب له أن یصلی،رقم حدیث: ٤٨٧٩).

٢۔(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب).

٣۔ (تفسیر القرطبی، سورة النساء، رقم الآیة: ١٨٩/٥، دار احیاء التراث العربي، بیروت).

۳۔ تبلیغ دین کے سفر میں اجتماعی خرچہ کرنا:

جماعت میں بہتر اجتماعی صورت ہے اگر لڑائی جھگڑے کا خطرہ نہ ہو۔اس لیے کہ شرکت باعث برکت ہے چنانچہ شرکاء مال جمع کر لیں اور احتیاط سے خرچ کرتے رہیں۔

۴۔ دوران سفر آنحضرت ﷺ کا معمول:

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - ﷺ - يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ، فَيُزْجِي الضَّعِيفَ، وَيُرْدِفُ، وَيَدْعُو لَهُمْ»۔[1]

ترجمہ: حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ (سفر کے دوران) چلتے وقت (تواضع وانکسار کی وجہ سے اور دوسروں کی مدد و خبر گیری کے پیش نظر قافلے سے) پیچھے رہا کرتے تھے چنانچہ آپ ﷺ کمزور (کی سواری) کو ہانکا کرتے (تاکہ وہ ہمراہیوں کے ساتھ مل جائے) اور جو کمزور وضعیف شخص سواری سے محروم ہونے کی وجہ سے پیدل چلتا ہو اس کو پیچھے سوار کر لیتے اور ان (قافلہ والوں) کے لئے دعا کرتے رہتے۔

۵۔ ضرورت مند رفیق کی خبر گیری کرنا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر جب کہ ہم ایک سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اچانک ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس اونٹ پر آیا اور اونٹ کو دائیں بائیں پھیرنے موڑنے لگا، چنانچہ یہ (دیکھ کر) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جس شخص کے پاس (اپنی ضرورت سے) زائد سواری ہو اس کو چاہیئے کہ وہ سواری اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری

۱۔ (ابو داؤد: باب فی لزوم الساقة، رقم الحديث: ۲۶۳۹)۔

نہیں ہے اور اس شخص کے پاس اپنی ضرورت سے زائد کھانے پینے کا سامان ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ کھانے پینے کا سامان اس شخص کو دے جس کے پاس کھانے پینے کا سامان نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے مال اور چیزوں کی اقسام کو ذکر کیا (یعنی آپ نے چیزوں کا نام لے کر فرمایا کہ جس کے پاس فلاں چیز اور فلاں چیز جیسے کپڑا وغیرہ اپنی حاجت سے زائد ہو تو اس کو اس شخص پر خرچ کیا جانا چاہئے جس کے پاس وہ چیز نہ ہو) یہاں تک کہ (آپ کی ترغیب و نصیحت سے) ہمیں احساس ہو گیا کہ ہم میں سے کسی کا اپنی اس چیز پر کوئی حق نہیں ہے جو اس کے پاس اس کی ضرورت سے زائد ہے بلکہ اس چیز کا حقیقی مستحق وہ شخص ہے جو اس وقت اس چیز سے محروم ہے۔[۱]

۶۔ سفر عبادت میں عبادت کے لیے فارغ رہنا:

سفر عبادت یعنی حج، عمرہ، سفر تبلیغ وغیرہ میں اپنے آپ کو عبادت کے لیے فارغ رکھنا چاہیے۔ خرید و فروخت اور لا یعنی قسم کی مصروفیت سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے، تاکہ مقصد سفر صحیح معنی میں حاصل ہو سکے۔

۷۔ سفر میں خدمت کا ثواب حاصل کرنا:

جو شخص حالت سفر میں ساتھیوں کی خدمت میں پیش قدمی کرے، تو فضیلت اور ثواب میں اس سے کوئی دوسرا سبقت نہیں کر سکتا، سوائے اس مردِ مجاہد کے جس نے میدان جنگ میں جام شہادت نوش کیا۔[۲]

۱۔ (صحیح المسلم).

۲۔ (مشکاۃ، کتاب الجھاد، باب آداب السفر، الفصل الثالث، ص: ۳۴۰، ط، قدیمی).

۸۔امیر سفر کو رفقاء سفر کا خادم ہونا:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم -: سَيِّدُ الْقَوْمِ فِي السَّفَرِ خَادِمُهُمْ، فَمَنْ سَبَقَهُمْ بِخِدْمَةٍ لَمْ يَسْبِقُوهُ بِعَمَلٍ إِلا الشَّهَادَةَ» رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي «شُعَبِ الْإِيمَانِ».

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سفر میں جماعت (یعنی سفر کرنے والوں) کا امیر و سرداران کا خادم ہے۔ لہٰذا جو شخص ان (سفر کرنے والوں کی) خدمت میں سبقت لے گیا اس کے مقابلہ میں کوئی شخص شہادت کے علاوہ اور کسی عمل کے ذریعہ سبقت نہیں لے جاسکتا۔

۹۔حالتِ سفر میں ذکر کرنا:

حالتِ سفر میں مسافر پر کبھی کبھی اضطراری کیفیت طاری ہوتی ہے، اس کا بہترین علاج اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا ہے، چناں چہ ذکر کی مٹھاس اور حلاوت زبان اور قلب کو تازہ رکھتی ہے، اور فضول گوئی کی بدولت ایک شیطان اس کا رفیقِ سفر بن کر غم اور پریشانی کے اسباب پیدا کرتا ہے، حدیثِ مبارکہ ہے: «ما مِن راكِبٍ يَخْلُوْ فِيْ مَسِيْرِهِ بِاللهِ وَذِكرِهِ اِلا رَدَفَهُ مَلَك وَلا يَخْلُوْ بِشِعْرٍ وَنَحْوِهِ اِلا رَدَفه شَيْطان». [۱]

ترجمہ: "جو مسافر حالتِ سفر میں اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رہتا تو ایک فرشتہ اس کا ہم سفر ہو جاتا ہے، اور اگر کوئی مسافر شعر گوئی میں مشغول رہتا ہے، تو ایک شیطان اس کا ہم سفر بن جاتا ہے"۔

۱۔ (المعجم الكبير للطبراني، عقبة بن عامر الجهني: ۳۲۶/۱، (رقم الحديث: ۱٤٥٨۲) ط: مكتبة العلوم والحكم).

سفر میں خیر وبرکت حاصل کرنے کا وظیفہ:

ہر مسافر کی یہ دلی تمنا ہوتی ہے کہ اس کا سفر خیر وبرکت کا باعث ہو اور اسے خوشحالی نصیب ہو، اس چیز کے حصول کے لیے مسافر کو چاہیے کہ وہ سفر کے دوران «سورة الكافرون، سورة الفتح، سورة الاخلاص، سورة الفلق، اور سورة الناس» پڑھتا رہے، جس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر سورت کو «بسم الله الرحمن الرحيم» سے شروع کرے اور اسی پر ختم کرے، اللہ تعالی اس کے سفر کو خیر وبرکت اور خوشحالی کا ذریعہ بنادیں گے، حدیث مبارکہ ہے: «يا جُبَيْر!اتُحِبُّ اِذَا خَرَجْتَ سَفَرًا انْ تَكُوْنَ مِنْ افضَلِ اصْحَابِكَ وَاكْثَرُهُمْ زَادًا؟اِقرَاْ هَذِه السُّوَرِ الخَمْسِ ... الخ»[1]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جبیر! کیاآپ یہ بات پسند کرتے ہیں کہ آپ سفر کے لیے نکلیں اور اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ فضیلت اور سب سے زیادہ مالدار ہوں؟ (اگر ایسا چاہتے ہو) تو ان پانچ سورتوں کو پڑھتے رہا کریں...الخ"۔

سفر کی حالت میں موت کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "جو شخص اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ مرتا ہے، تو اس کے وطن سے لے کر اس کے مرنے کے مقام تک اس کے جنت کی پیمائش کی جاتی ہے"۔[2]

۱۔ (كنز العمال، كتاب السفر من قسم الأفعال، آداب متفرقة، فصل في آدابه، الفصل الأول: ٦/٧٤١ (رقم الحديث: ١٧٦٤٩) ط: موسسة الرسالة، بيروت).

۲۔ (سنن ابن ماجة، أبواب ما جا ء في الجنائز، باب ما جاء فيمن مات غريبا، ص: ١١٦، قديمى).

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «سفر کی حالت کی موت «شہادت» ہے۔[۱]

۱۰۔ تشکیل والی جگہ جب داخل ہوں تو یہ دعا پڑھنا:

«اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وشَرِّ مَا فِيْهَا»-[۲]

ترجمہ: اے اللہ! ہم آپ سے ایسی بستی کی، اس کے باشندے اور اس میں موجود چیزوں کی بھلائی چاہتے ہیں اور تینوں کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

جب تشکیل کی جگہ اقامت اختیار کریں تو یہ دعا پڑھنا:

«اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ».[۳]

ترجمہ: میں اللہ تعالی کے پورے ہونے والے کلمات کے ذریعہ تمام مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

سفر سے واپسی کے آداب

۱۔ مقصد سفر پورا ہو جانے پر گھر لوٹنے میں تاخیر نہ کرنا:

«وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ، فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيَعْجَلْ إِلَى اَهْلِهِ».[۴]

۱۔ (سنن ابن ماجه، أبواب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء فيمن مات غريبا، ص: ۱۱٦، قديمى).

۲۔ (فتح القدير، كتاب الحج، المسائل المنثورة: ۹۷/۳، ط: رشيديه). ۳۔ (كنز العمال، كتاب السفر، فصل فى آدابه: ۷۱۱/٦، موسسة الرسالة، بيروت). ٤۔ (متفق عليه).

ترجمہ: اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سفر عذاب کے ایک ٹکڑا ہے جو تمہیں نہ تو (آرام و راحت سے) سونے دیتا ہے اور نہ (ڈھنگ سے) کھانے پینے دیتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص (کہیں سفر میں جائے اور) اپنے سفر کی غرض کو پورا کرے (یعنی جس مقصد کے لئے سفر کیا ہے وہ مقصد پورا ہو جائے) تو اس کو چاہئے کہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس آجانے میں جلدی کرے۔

۲۔ سفر سے واپسی کا وقت:

عَنْ انسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لا يَطْرُقُ اَهْلَهُ لَيْلًا، وَكَانَ لا يَدْخُلُ إِلا غُدْوَةً، أَوْ عَشِيَّةً».[۱]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر والوں کے پاس (سفر سے) رات کے وقت واپس نہیں آیا کرتے تھے بلکہ دن کے ابتدائی حصہ میں یعنی صبح کے وقت، یا آخری حصہ میں یعنی شام کے وقت (گھر میں) داخل ہوا کرتے تھے۔

۳۔ رات کے وقت سفر سے واپسی نہ کرنا:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا» .[۲]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی غیر حاضری کا عرصہ طویل ہو جائے (یعنی اس کو سفر میں زیادہ دن لگ جائیں) تو وہ (سفر سے واپسی کے وقت) اپنے (گھر میں) رات کے وقت داخل نہ ہو۔

۱۔ (متفق علیہ).

۲۔ (متفق علیہ).

۴۔ سفر سے واپسی کی دعا:

واپس آتے وقت حالت سفر میں یہ دعا پڑھتے رہنا چاہیے: «اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ»۔[1]

ترجمہ: ہم واپس لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کرنے والے ہیں۔

۵۔ جب اپنے شہر یا بستی کے قریب پہنچے تو یہ دعا پڑھیں:

«اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لنَا بِهَا قَرَارًا وَرِزْقًا حَسَنًا»[2]

ترجمہ: اے اللہ! اسی بستی میں ہمارے لئے قرار اور بہترین رزق عطا فرما۔

۶۔ سفر سے واپس آنے پر پہلے مسجد میں جانا:

جب مسافر واپس آئے تو پہلے مسجد میں جائے اور وہاں دو رکعت پڑھے، پھر اس کے بعد گھر جائے، یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ تھی۔ چنانچہ حدیث مبارک ہے:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: «كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لِي: «ادْخُلِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ»۔[3]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں (ایک) سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا، چنانچہ جب ہم مدینہ واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مسجد میں جاؤ

۱۔ (صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب ما يقول اذا رجع من الحج أو العمرة أو الغزو: ۱/۴۳۴، قدیمی).

۲۔ (الدعاء للمحاملی، باب ما يقول اذا اشرف على المدينة راجعا من سفر، الحديث: ۷۴).

۳۔ (رواه البخاري: باب الصلاة إذا قدم من سفر، رقم الحديث: ۳۰۸۷).

اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو۔[1]

۷۔ گھر پہنچنے سے پہلے اپنی آمد کی اطلاع کرنا:

گھر میں جانے سے پہلے کسی کو گھر بھیج کر اپنے آنے کی خبر دے دے کہیں ایسا نہ ہو کہ اچانک گھر جائے اور کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے۔[2]

۸۔ سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنا:

تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا اَوْبًا لَا یُغَادِرْ عَلَیْنَا حَوْبًا۔[3]

ترجمہ: توبہ کرتا ہوں توبہ، اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہوں اس طرح کہ ہمارا کوئی گناہ باقی نہ رہے۔

۹۔ سفر سے واپسی پر گھر والوں کے لئے کوئی تحفہ لانا:

سفر سے واپسی پر گھر والوں اور اپنے عزیزوں کے لئے کوئی چیز بطور تحفہ لے کر جانا مسنون ہے۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ اگر کچھ نہ ہو تو اپنے تھیلے میں چند پتھر ہی ڈال لے۔[4]

۱۰۔ سفر سے واپس آنے پر دعوت کرنا:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ نَحَرَ جَزُوْرًا اَوْ بَقَرَةً.[5]

۱۔ (احیاء علوم الدین، الحادي عشر في آداب الرجوع من السفر، الفصل الثاني: ۳۳۷/۲، دارالقلم، بیروت).

۲۔ (صیحیح البخاری: کتاب العمرة، باب لا یطرق أهله اذا بلغ المدینة: الحدیث: ۱۸۰۱).

۳۔ (المسند للامام احمد بن حمبل، مسند عبد الله بن عباس، الحدیث: ۲۳۱۱).

٤۔ (احیاء العلوم، ج ۲، دار الاشاعت).

٥۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيّ: باب الطعام القدوم، رقم الحدیث: ۳۰۸۹).

اور حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اونٹ یا گائے ذبح کی۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ سفر سے واپس آنے کے بعد ضیافت کرنا اور لوگوں کو اپنے یہاں کھانے وغیرہ پر مدعو کرنا مسنون ہے۔

دورانِ سفر کے متفرق آداب ومسائل

اسٹیشن، بس اسٹینڈ، ریل گاڑی اور بس وغیرہ کے احکام

ریل کا ٹکٹ:

ریل کے جس درجہ کا ٹکٹ لیا ہے، اس سے بڑے درجہ مثلاً: اے سی، سلیپر، بزنس کلاس وغیرہ میں سفر کرنا درست نہیں، البتہ اپنے ٹکٹ سے کم درجہ کی سیٹ پر بیٹھ کر سفر کرنا جائز ہے مثلاً: ٹکٹ تو بزنس کلاس کا ہے اور سفر اکانومی کلاس میں کرے تو جائز ہے۔ (۱)

ریل گاڑی یا بس اسٹینڈ وغیرہ میں کھانے کا طریقہ:

جماعت والے ساتھیوں میں سے اکثر کی عادت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنا کھانا اپنے ساتھ لے کر جاتے ہیں اور پھر سب مل بیٹھ کر ایک ساتھ ریل گاڑی یا بس اسٹینڈ وغیرہ میں کھاتے ہیں، کھانا کھاتے وقت ساتھیوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جب کسی غریب آدمی یا بچہ کے سامنے کھائیں تو تھوڑا بہت ان کو بھی دیدیں، جس کا ثواب گھر میں چند غریبوں کو کھانا کھلانے کے ثواب سے زیادہ

۱۔ (مشکاة المصابیح، با الغصب والعاریة، الفصل الثانی: ۲۵۵/۱، قدیمی)، (الشامیة، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۴۲۲/۶، سعید).

ہوگا، اور اگر اتنی گنجائش نہ ہو یا ہمت و توفیق نہ ہو یا سب کا مشترک مال ہو اور بعض افراد اس طرح کے غرباء کو کھانے کی اجازت نہ دیتے ہوں تو ایک طرف علیحدہ ہو کر پوشیدہ طور پر کھالیں۔

ریل یا بس وغیرہ میں کوئی چیز پڑی ہوئی ملے تو اسکا حکم:

اگر کسی ساتھی کو ریل یا بس وغیرہ میں کسی کی کوئی چیز ملے، تو اسے اٹھا اگر اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں، بلکہ مالک کو واپس کرنے کے ارادہ سے حفاظت کے ساتھ رکھے اور حتی الوسع ریل یا بس وغیرہ میں ہو تو اعلان کرے، اگر اعلان کے بعد مالک کے ملنے سے مایوسی ہو تو اس کا صدقہ کرنا ضروری ہے، اگر خود مستحقِ زکوۃ ہے تو اپنے استعمال میں لے آئے، اگر صدقہ کرنے کے بعد مالک آجائے تو مالک کو بتا دے کہ صدقہ کردیا ہے، اگر وہ اس پر راضی ہو جائے تو فبہا، ورنہ مالک کو اپنی جیب سے رقم دیدے تو اس صورت میں صدقہ کا ثواب رقم دینے والے کو ہوگا۔[1]

اسٹیشن پر قیمت ادا نہ ہو سکی:

کسی اسٹیشن پر ریل گاڑی رکی اور جماعت کے ساتھیوں میں سے کسی نے سامان بیچنے والوں سے کوئی چیز خریدی، اور اس چیز کی قیمت ادا کرنے سے پہلے ریل گاڑی چل پڑے تو اس چیز کا کھانا اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے، لیکن جس طرح بھی ممکن ہو اس کی قیمت اس دوکان دار کو پہنچا دینا ضروری ہے اور اگر پوری کوشش کے باوجود قیمت کی رقم پہنچانا ممکن نہ ہو تو قیمت (اس کی وہ رقم) اس شخص کی طرف سے صدقہ کردیں، البتہ اگر اتفاق سے وہ آدمی پھر کہیں مل جائے اور قیمت کی رقم کا مطالبہ کرے تو قیمت کی رقم اسے دیدیں، اور اس صورت میں صدقہ

۱۔ (الهندية، كتاب اللقطة: ۲/۲۹۱،۲۸۹، مكتبه رشدية).

کا ثواب رقم دینے والے کو ملے گا۔[1]

قیمت دیدی، چیز نہ لے سکا:

اور اگر اس چیز کی قیمت پہلے ادا کردی لیکن ابھی چیز ہاتھ میں نہیں لی کہ گاڑی تیزی سے چل پڑی اور بیچنے والے نے اس چیز کو اس ساتھی کی طرف پھینکا، مگر وہ گر کر ضائع ہو گئی تو اس چیز کی رقم اس مسافر کے پاس پہنچانا بیچنے والے کے ذمہ باقی رہے گی، اس مسافر کو شرعاً اس سے وصول کرنے کا حق ہوگا، مگر بہتر یہ ہے کہ معاف کردے، ثواب ملے گا۔[2]

اسٹیشن وغیرہ پر غیر مسلم سے پانی خرید کر وضو کرنا:

اگر اسٹیشن وغیرہ پر پانی دینے والے غیر مسلم ہوں، تو ان سے پانی لے کر وضو کر لینا چاہیے، ہاں اگر یقین ہو کہ ان کا پانی یا بَرتن ناپاک ہے ٹرین کے کسی ڈبے میں بھی پانی نہیں ہے تو اس صورت میں تیمّم کرنا جائز ہے، لیکن عموماً اسٹیشن وغیرہ میں ملنے والا پانی اور اس کا بَرتن پاک ہوتا ہے، اس لیے ثبوت اور دلیل کے بغیر ناپاک ہونے کا شبہ نہیں کرنا چاہیے۔[3]

ریل میں احتلام ہونے کی صورت میں غسل کا طریقہ:

اگر کسی کو ریل گاڑی میں سوتے ہوئے احتلام ہو جائے، تو طبعی انقباض کو ماوراء رکھ کر بیت الخلاء میں غسل کر لیا جائے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اول اس

۱۔ (الهندية، كتاب الكراهية، الباب السابع والعشرون فى القرض والدين: ٣٦٧/٥، مكتبه رشيدية). ٢۔ أيضًا.

٣۔ (الشامية، كتاب الطهارة، قبيل مطلب في أبحاث االغسل: ١٥١/١، مكتبه سعيد)

(جواهر الفقه، رساله رفيق سفر مع احكام سفر وآداب السفر: ٦٤/٣، مكتبه دارالعلوم، كراچى)

جگہ پر پانی بہا کر پاک کرلیا جائے، پھر تھوڑا تھوڑا پانی جسم پر ڈال کر غسل کیا جائے، البتہ اگر سردی کے ایام ہوں اور پانی اتنا ٹھنڈا ہو کہ جسم شل ہو جائے تو تیمّم تو وقتی طور پر تیمّم کرلیا جائے پھر جب قابل برداشت پانی مل جائے تو غسل کرلیا جائے۔[1]

دوران سفر احتلام ہونے کے بعد غسل کے لیے پانی کا نہ ملنا:

بعض اوقات دوران سفر احتلام ہو جاتا ہے اور غسل کے لیے پانی میسر نہیں ہوتا، تو اس صورت میں تیمّم کرنا جائز ہے، بشرطیکہ ایک میل کے اندر اندر پانی ملنے کا غالب گمان نہ ہو، اور اگر کپڑے ناپاک ہو گئے ہیں اور اتنا پانی بھی نہیں ہے کہ کپڑے دھو سکے اور نہ کسی سے صاف کپڑے ملنے کا گمان ہے تو ان ہی کپڑوں میں نماز پڑھنے سے نماز ہو جائے گی۔[2]

ریل گاڑی میں اذان کا حکم:

ریل کے ڈبہ میں جماعت کے ساتھ نماز ہو یا تنہا، دونوں صورتوں میں اذان دینا مستحب ہے، اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی صورت میں اقامت کہنا سنت موکدہ ہے۔[3]

ہر ڈبہ مستقل حیثیت رکھتا ہے:

چلتی ریل کے ہر ڈبہ چونکہ مستقل حیثیت رکھتا ہے اس لئے ہر ڈبہ میں اذان

۱۔ (الدر المختار: كتاب الطهارة، باب التيمم: ۲۴۶/۱-۲۴۷، مكتبه رشيدية).

۲۔ (الهندية: كتاب الطهارة، باب التيمم: ۳۳/۱، مكتبه رشيدية).

۳۔ (الشامية: كتاب الصلاة، باب الاذان: ۳۸۸/۱، سعيد).

اور اقامت الگ الگ دی جائے، اگرچہ دوسرے ڈبہ سے اذان اور اقامت کی آواز پہنچ چکی ہو۔ [۱]

ریل گاڑی میں نماز کا حکم:

ریل گاڑی میں کھڑے ہو کر قبلہ رخ نماز پڑھنا ضروری ہے، اگر گرنے کا خطرہ ہو تو کسی چیز کے سہارے کھڑا ہونا چاہیے بیٹھ کر نماز ادا کرنا درست نہیں، إلا یہ کہ کوئی مریض ایسا ہو جو قیام پر قادر نہ ہو۔ [۲]

ریل میں ہجوم کے وقت یا کسی عذر کے وقت نماز کا طریقہ:

اگر ریل گاڑی میں پانی نہ ہو یا شدید ہجوم کی وجہ سے رکوع اور سجدے کے ساتھ نماز ادا کرنے کی گنجائش نہ ہو، نیز! اس بات کا بھی قوی امکان ہو کہ ریل گاڑی وقت کے اندر اندر کسی ایسے اسٹیشن پر نہیں پہنچ سکے گی، جہاں پانی اور نماز کے لیے جگہ میسر ہوگی تو ایسی حالت میں ریل گاڑی میں تیمّم کرکے اشارہ سے نماز پڑھ لی جائے، پھر پانی اور جگہ ملنے پر وضو کرکے نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا۔ [۳]

ریل، جہاز اور گاڑی میں استقبال قبلہ کا حکم؟

قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز شروع کرنا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوتی، اس لئے ریل، جہاز اور گاڑی میں بھی نماز شروع کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز شروع کرنا ضروری ہے اگر نماز پڑھنے کی حالت میں جہاز، گاڑی یا ریل کا رخ قبلہ

۱۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، حكم الاذان: ۳۱۳/۱، دار احياء التراث العربي).

۲۔ (الدر المختار: كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ۴۲۷/۱، مكتبه سعيد).

۳۔ (البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب التيمم: ۲۴۸/۱، مكتبه رشيدية).

سے بدل جائے،اور نماز پڑھنے والے کو یہ معلوم ہے کہ ریل وغیرہ کا رخ بدل گیا تو علم ہوتے ہی نماز ہی کے اندر قبلہ کی طرف گھوم جائے،اگر فوراً گھوما نہیں یا گھومنے کی جگہ نہیں تھی تو نماز دوبارہ پڑھے۔[۱]

البتہ اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد جہاز اور ریل وغیرہ کا گھومنے کا علم ہوا تو یہ نماز ہو گئی دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہوگا۔[۲]

اگر نماز پڑھنے کی حالت میں ریل اور جہاز وغیرہ کا رخ چند مرتبہ بدلا اور نماز پڑھنے والے نے برابر قبلہ رخ ہو کر نماز ادا کی تو نماز صحیح ہو گئی، کیونکہ گاڑی وغیرہ کا رخ بدلتے ہی اپنا رخ قبلہ کی طرف پھیر لینا ضروری ہے،اور اگر نمازی کو نماز پڑھنے کی حالت میں ریل اور جہاز وغیرہ کا رخ بدلنے کی خبر نہ ہوئی،اور وہ صرف ایک ہی طرف رخ کرکے نماز پڑھتا رہا تو نماز ہو گئی۔[۳]

پلیٹ فارم پر نماز پڑھتے ہوئے ریل چل پڑے:

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جماعت والے ساتھی پلیٹ فارم پر اپنی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں، بسا اوقات نماز پوری نہیں ہو پاتی کہ ٹرین چل پڑتی ہے ایسی حالت میں اگر ٹرین کے چلے جانے کا خوف ہو یا کوئی اور حرج قوی لازم آتا ہو

۱۔ (الهندية: كتاب الصلاة، الفصل الثالث فى استقبال القبلة، الباب الثالث فى شروط الصلاة، ۱/٦٣۔٦٤، مكتبه رشيدية).

۲۔ (احسن الفتاوی: باب صلاة المسافر، ریل قبلہ سے پھر گئی، ۸۷/۴ مکتبہ سعید)

۳۔ (الدر مع الرد: كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مسائل التحرى فى القبلة، ٤٣٣/٢، مكتبه سعيد).

تو نماز توڑنے کی گنجائش ہے۔[۱]

ٹرین، بس اور جہاز وغیرہ میں آیت سجدہ پڑھنا:

اگر کوئی مسافر ٹرین، بس وغیرہ میں ایک ہی آیتِ سجدہ بار بار دوہراتا رہے تو اس پر ایک سجدہ واجب ہوگا۔[۲]

البتہ اگر کسی جانور پر سوار ہو کر ایک ہی آیت سجدہ بار بار دوہراتا رہے تو ہر دفعہ سجدہ کرنا واجب ہوگا۔[۳]

بس میں نماز پڑھنے کا طریقہ:

"بس" میں فرض، واجب سنت وغیرہ نماز پڑھنا جائز ہے خواہ عذر ہو یا نہ ہو، بس چل رہی ہو یا رکی ہوئی ہو، البتہ استقبال قبلہ اور قیام اس میں بھی شرط ہے، ان دونوں شرطوں میں سے کوئی بھی شرط شدید عذر کے بغیر فوت ہو جائے تو فرض اور واجب نماز ادا نہیں ہوگی، سنت اور نفل قیام کے بغیر بھی درست ہو جائے گی۔[۴]

۱۔ (الهندية: كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره الصلاة، ومما يتصل بذلك مسائل: ۱۰۹/۱، رشيدية).

۲۔ (حلبی کبير، فصل فی سجدة التلاوة، ص: ۵۰٤، ط: سهيل اكيدمي).

۳۔ (حلبی کبير، فصل فی سجدة التلاوو، ص: ۵۰۳، ط: سهيل اكيدمي).

٤۔ (الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة الفرض المسافر مما يتصل بذلك الصلاة على الدابة (۱٤۳/۱) مكتبه رشيديه)، (الدر مع الرد (٤۲۷/۱وما بعد) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مبحث فی استقبال القبلة، (٤٤۳/۱وما بعد) وباب صفة الصلاة، بحث القيام، مكتبه سعيد).

اگر بس، ٹرین یا ایسی جگہ جہاں اس قدر زیادہ رش ہے کہ قبلہ رو ہو کر یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو اور آگے چل کر وقت کے اندر اندر ٹرین یا بس میں یا کسی اسٹیشن پر اتر کر استقبال قبلہ اور قیام کے ساتھ نماز پڑھنا بھی ممکن نہ ہو تو دو سیٹوں کے درمیان قبلہ رو کھڑا ہو کر قیام اور رکوع کرکے نماز پڑھے اور سجدہ کے لئے پچھلی سیٹ پر کرسی کی طرح بیٹھ جائے یعنی پاؤں نیچے ہی رہیں اور سامنے کی سیٹ پر سجدہ کرے۔[۱]

اس صورت میں سجدہ کی حالت میں گھٹنے کسی چیز پر نہیں ٹکیں گے مگر گھٹنے رکھنا فرض نہیں بلکہ واجب یا سنت ہے۔[۲]

عذر کے وقت اس کو ترک کرنے سے نماز ہو جائے گی۔[۳]

لیکن دو سیٹوں کے درمیان نماز پڑھنا اس وقت درست ہے جبکہ بس یا ٹرین مشرق یا مغرب کی طرف جارہی ہو، اور اگر شمال یا جنوب کی جانب جارہی ہو تو دو سیٹوں کے درمیان جگہ میں کھڑے ہو کر اس طرح نماز پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔[۴]

اور اگر مذکورہ صورت بھی ممکن نہ ہو تو جس طرح ممکن ہو بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کے ساتھ نماز ادا کرلے اور بعد میں ادا کرے۔[۵]

۱۔ (احسن الفتاوی: ج ۴، ص ۸۸،۸۹ زیر عنوان ریل گاڑی اور بس میں نماز، مکتبہ ایچ ایم سعید).

۲۔ (الدر مع الرد: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل فى بيان تأليف الصلاة الى انتهائها، ۴۹۷/۱۔۴۹۸، مكتبه سعيد).

۳۔ (حاشیہ سابقہ).

٤۔ (احسن الفتاوی: ج ۴، ص ۸۸،۸۹ زیر عنوان ریل گاڑی اور بس میں نماز، مکتبہ ایچ ایم سعید).

٥۔ (البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٦٤/٢، مكتبه سعيد).

جہاز کے پانی کا حکم:

جہاز کے "باتھ روم" وغیرہ میں جو پانی ہوتا ہے وہ پاک ہے، ایسے پانی کی موجودگی میں تیمّم کرنا جائز نہیں، لہٰذا ایسے پانی سے وضو کرنا ضروری ہے۔[۱]

ہوائی جہاز میں نماز پڑھنے کا طریقہ:

بیرون ملک تشکیل کے وقت عموما ہوائی جہاز کا سفر اختیار کیا جاتا ہے، بسا اوقات دوران سفر ہوائی جہاز میں دو یا تین نمازیں آجاتی ہیں، ایسی صورت میں فرض نمازیں ادا کی جائیں، موٴخر کرکے قضاء نہ کی جائیں، بصورت دیگر جہاز کے عملہ سے معلوم کرلی جائے، اگر قبلہ کی جہت معلوم ہو تو اس وقت استقبال قبلہ کرکے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے، پھر اگر نماز کی حالت میں جہاز کا رخ قبلہ سے بدل جائے تو دیکھا جائے گا کہ نمازی کو جہاز گھومنے کا علم ہوا یا نہیں؟ اگر علم ہوا تو نماز کے اندر فورا قبلہ کی طرف گھوم جائے، اگر فورا گھوما نہیں یا گھومنے کی جگہ نہیں تھی تو نماز دوبارہ پڑھے، اور اگر نماز کی حالت میں گھومنے کا علم نہیں ہوا تو یہ نماز ہو گئی دوبارہ پڑھنا لازم نہیں، اور اگر نماز کی حالت میں جہاز کا رخ چند مرتبہ بدلے تو نمازی کے لیے برابر قبلہ رو رخ بدلنا ضروری ہے، بصورتِ دیگر نماز کا اعادہ لازم ہے، یہ سب ہے جب نمازی کو جہاز کے گھومنے کا علم ہو، اور یہی صورت ریل کی نماز کی ہے۔[۲]

۱۔ (الهندية، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه: ۱/۱۷، رشدية).

۲۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، كتاب الصلاة، بحث صلاة الفرض في السفينة وعلى الدابة ونحوها: ۱/۱۹۷، دارالفكر).

کشتی میں نماز کے احکام

اگر کشتی چل رہی ہے، اور نمازی نے (کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہونے کے باوجود) بیٹھ کر نماز ادا کی ہے تو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک کراہت کے ساتھ نماز ہو جائے گی۔

اگر کشتی بندھی ہوئی ہے، چل نہیں رہی ہے تو اس پر بیٹھ کر نماز پڑھنا بالاجماع جائز نہیں ہے۔ (۱)

اگر کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور وہ کشتی بندھی ہوئی زمین پر ٹھہری ہوئی ہے تو نماز جائز ہے، اور اگر کشتی زمین پر ٹھہری ہوئی نہیں ہے اور اس سے باہر نکلنا ممکن ہے تو اس پر نماز جائز نہیں ہوگی۔ (۲)

اگر کشتی زمین پر ٹھہری ہوئی نہیں بلکہ دریا کے اندر ٹھہری ہوئی ہے اور موج کی وجہ سے ہل رہی ہے، تو اگر ہوا اور موج کی وجہ سے بہت زیادہ ہل رہی ہے تو چلتی کشتی کے حکم میں ہے، اور اگر ہوا اور موج کی وجہ سے بہت زیادہ نہیں ہل رہی بلکہ معمولی ہل رہی ہے تو ٹھہری ہوئی کشتی کے حکم میں ہے۔ (۳)

۱۔ (الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فى صلاة المسافر ومما يتصل بذلك الصلاة على الدابة والسفينة، ۱/۱٤۳، ط رشدية).

۲۔ (خلاصة الفتاوىٰ: كتاب الصلاة الفصل العشرون فى الصلاة على الدابة وفى السفينة، ۱/ ۱۹٤، ط المكتبة الحبيبية كوئٹه).

۳۔ (الدر مع الرد كتاب الصلاة باب صلاة المريض مطلب فى الصلاة فى السفينة، ۲/۱۰۲،۱۰۱، ط: سعيد).

سفر کے ضروری مسائل

قصر و اتمام کے احکام

قصر کا ثبوت قرآن سے:

فرمان باری تعالی ہے: «واذا ضربتم في الأرض فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلاة».[۱]

ترجمہ: اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہو گا کہ تم نماز کو کم کر دو، اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کریں گے۔

مندرجہ بالا آیت سے مسافر کے لیے قصرِ صلاۃ کا حکم ثابت ہوتا ہے.[۲]

قصر کا ثبوت حدیث سے:

صحیح مسلم کی روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (فرض کی) دو رکعتیں ہی پڑھیں، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا...الخ۔[۳]

قصر صلاۃ پر اجماع امت:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے اپنی شہرآفاق کتاب «المجموع للنووی» میں اس بات پر تمام علماء کا اجماع نقل کیا ہے، کہ جو شخص شرعی سفر کرے تو چار رکعت والے فریضہ

۱۔ (سورة النساء، رقم الآية:۱۰۱).

۲۔ (بدايع الصنايع: كتاب الصلاة، فصل فی صلاة المسافر، ۱/۲۵۹-۲۶۰ رشيدية).

۳۔ (الصحيح المسلم، رقم الحديث:۶۸۶).

کو دو رکعت کی صورت میں ادا کرے، یعنی قصر کرے۔[1]

قصر صلاۃ کا سبب:

مسافر کے لیے قصر صلاۃ کا سبب سفر شرعی (سوا ستتر کلو میٹر) ہے، البتہ اصل مشقت سے بچانا ہے، چوں کہ مشقت پر مطلع ہونا مشکل ہے؛ اس لیے دین اسلام میں سفر کو "مشقت" کے قائم مقام قرار دیا، جو عام طور سے سفر میں پیش آتی ہے۔[2]

مسافر کن نمازوں میں قصر کریگا:

مسافر کے لئے صرف چار رکعات والی نماز میں قصر کی اجازت ہے اور وہ تین نمازیں ہیں: ظہر، عصر اور عشاء، اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔[3]

قصر واجب اور عزیمت ہے:

عزیمت اس حکم شرعی کو کہتے ہیں جو شریعت میں اصل ہو، اور اس میں کسی عذر وغیرہ کی وجہ سے کوئی نرمی یا تبدیلی نہ کی گئی ہو۔

اور مسافر کے لیے چار رکعت والی نماز کو دو رکعت میں ادا کرنا عزیمت اور واجب ہے۔[4]

صاحب کسانی نے اپنی کتاب "بدائع الصنائع" میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: "من اتم الصلاة في السفر فقد ساء وخالف السنة"۔[5]

١۔ (المجموع للنووی: ٤/٢١٢).

٢۔ (الشامية: كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ٢/٧٢٨، فاروقیہ کوئٹہ).

٣۔ (الشامية: كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ٢/٧٢٧ فاروقیہ کوئٹہ).

٤۔ (حوالہ سابقہ).

٥۔ (بدائع الصنائع: كتاب الصلاة، فصل في صلاة المسافر ١/٢٥٧، مكتبه رشيدية).

ترجمہ: جس نے سفر میں (چار رکعت والی) نماز کو پورا پڑھا، اس نے سنت کے خلاف عمل کیا اور بُرا کام کیا۔

قصر اور اتمام کے مسائل کو جاننے کے لئے ان اصطلاحات کی معرفت ضروری ہے:

وطن اصلی کی تعریف:

مسائل سفر میں وطن اصلی سے مراد وہ جگہ ہے، جہاں انسان اہل وعیال کے ساتھ رہائش پذیر ہو، یا جس جگہ وہ پیدا ہوا اور وہیں زندگی بسر کرنے کا ارادہ رکھا ہو، کسی اور جگہ مستقل طور پر اپنے اہل وعیال کے ساتھ منتقل ہونے کا ارادہ نہ ہو۔[1]

اگر کسی شخص کے ماں باپ رشتہ دار وغیرہ ایک شہر میں مستقل طور پر رہتے ہیں اور اس کے اہل وعیال دوسرے شہر میں مستقل طور پر رہتے ہیں، اور وہیں زندگی گزار نے کا خیال رکھتے ہیں تو اس کا وطن اصلی وہ شہر ہے جہاں اس کے اہل وعیال ہیں (اہل وعیال سے مراد بیوی اور اس کی وہ اولاد جو اس کی زیر کفالت ہے) اور وہ شہر وطن اصلی نہیں جس میں والدین وغیرہ رہتے ہیں۔[2]

جب تک پہلے وطن اصلی کو چھوڑ کر دوسرا وطن اصلی نہیں بناتا تب تک پہلا والا وطن اصلی رہے گا۔ اگر پہلے وطن کی موجودگی میں دوسرے مقام میں وطن بنانے کا ارادہ کیا لیکن ابھی تک پہلے وطن سے بیوی بچوں کو منتقل نہیں کیا تو اس صورت میں پہلا وطن اصلی باطل نہیں ہوگا۔[3]

۱۔ (المبسوط، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر: ۲۵۲/۱، دار المعرفة).

۲۔ (الدر مع لرد: کتاب الصلاة، باب مطلب فی وطن الأصلی ووطن الاقامة، ۱۳۱/۲، مکتبه سعید).

۳۔ (شرح فتح القدیر: کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ۴۲/۲ مکتبه دار الفکر بیروت) (الهندیة: کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ۱۴۲/۱ مکتبه رشیدیة).

جس شہر میں بیوی بچوں کے ساتھ مستقل طور پر رہتا ہے، خواہ کرایہ کے مکان میں یا ذاتی مکان میں، وہاں جب مسافر ہو کر پہنچے گا تو قصر نہیں کرے گا بلکہ پوری نماز پڑھے گا، یعنی راستہ میں مسافر ہو گا قصر کرے گا اور اس شہر میں پہنچنے کے بعد مسافر نہیں ہو گا قصر نہیں کرے گا۔[1]

وطن اصلی ایک سے زائد ہو سکتے ہیں:

وطن اصلی متعدد بھی ہو سکتے ہیں، مثلاً: ایک شخص کے متعدد اہل و عیال مختلف شہروں میں رہتے ہیں اور وہیں زندگی گزارنے کا خیال ہے، تو یہ تمام شہر اس شخص کے لیے وطن اصلی سمجھے جائیں گے، اور یہ شخص جب ان شہروں میں داخل ہو گا تو اقامت کی نیت کے بغیر صرف داخل ہونے سے مقیم ہو جائے گا۔[2]

اگر کسی شخص کے ماں باپ عزیز و اقارب ایک شہر میں مستقل طور پر رہتے ہیں اور اس کے اہل و عیال دوسرے شہر میں مستقل طور پر رہتے ہیں اور وہیں زندگی گزارنے کا خیال رکھتے ہیں تو اس کا وطن اصلی وہ شہر ہو گا جس میں اہل و عیال ہیں۔ والدین اور رشتہ داروں کا شہر وطن اصلی نہیں ہو گا۔[3]

اگر کوئی شخص چار نکاح چار شہروں میں کرے اور ہر بیوی کو اس کے شہر میں رکھے تو اس شخص کے چار وطن اصلی ہو جائیں گے۔[4]

۱۔(الدر مع الرد: کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ۱۳۱/۲ مکتبه سعید) (الهندية: کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ۱۴۲/۱ مکتبه رشيدية).

۲۔(بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، فصل واما بیان ما یصیر المسافر به مقیما: ۱۰۴/۱،۱۰۳، سعید).

۳۔ (حلبی کبیر، فصل فی الصلاة المسافر، ص: ۵۴۴، سهیل اکیدمی). ٤۔ (بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، فصل واما بیان ما یصیر المسافر به مقیما: ۱۰۴/۱،۱۰۳، سعید).

البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ صرف نکاح کرنے سے وطن اصلی نہیں ہوتا، بلکہ بیوی کو وہاں کو مستقل طور پر رکھنا بھی شرط ہے۔[۱]

اگر کوئی شخص کراچی کا باشندہ ہے، اور کراچی ہی وطن اصلی ہے اور اس کو باقی بھی رکھا ہے، لیکن اس کے ساتھ لاہور میں اس کا مستقل کاروبا رہے اور وہاں آرام وراحت کے سامان اور بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہے اور کم سے کم پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کرنے کی نیت سے لاہور رہ چکا ہے، تو جب یہ شخص کراچی سے لاہور جائے گا تو قصر نہیں کرے گا، بلکہ پوری نماز پڑھے گا۔[۲]

البتہ کراچی اور لاہور کے درمیان راستہ میں قصر کرے گا، ہاں جب بیوی، بچے اور سامان لے کر لاہور سے آجائے گا تو لاہور کا وطن ختم ہو جائے گا، اگر اس کے بعد کبھی پندرہ دن سے کم کی نیت سے لاہور جائے گا تو مسافر ہوگا اور قصر کرے گا اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی نیت سے جائے گا تو قصر نہیں کرے گا، بلکہ پوری نماز پڑھے گا۔[۳]

وطن اصلی بدلنے کی صورت:

وطن اصلی بدلنے کی صورت صرف یہ ہے کہ انسان وطن اصلی کی جگہ کو چھوڑ کر اہل وعیال کے ساتھ کسی دوسرے شہر یا بستی میں منتقل ہو جائے، اور وہیں عمر گزارنے کی نیت کرلے، تو اس صورت میں یہ وطن اصلی بن جائے گا اور جس جگہ کو چھوڑ دیا ہے وہ وطن باقی نہیں رہے گا، جب بھی وہاں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت سے جائے گا تو قصر کرے گا۔[۴]

۱۔ (حلبی کبیر، فصل فی صلاۃ المسافر، ص: ٥٤٤، سهیل اکیدمی).

۲۔ (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب المسافر: ١٣٦/٢، سعید).

۳۔ (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب المسافر: ١٣٦/٢، سعید).

٤۔ (المحیط البرهاني، کتاب الصلاة: ٣٦/٢، دار الکتب العلمیه، بیروت).

وطن اصلی کے احکام:

۱۔ وطن اصلی کا حکم یہ ہے کہ مسافر اس میں کسی بھی طرح داخل ہو جائے، مقیم بن جائے گا، خواہ اس میں داخل ہو کر اقامت کی نیت کرے یا نہ کرے، قصداً داخل ہو یا بلا قصد، ہر صورت میں مقیم بن جائے گا اور پوری نماز پڑھے گا۔[۱]

۲۔ جن شہروں کے اسٹیشن شہر کے درمیان میں واقع ہیں، ان شہروں کے باشندے اگر ریل، یا بس وغیرہ میں میں بیٹھے ہوئے اس شہر سے گزریں گے، تو یہاں پہنچتے ہی مقیم ہو جائیں گے۔[۲]

۳۔ پھر اگر آگے سوا ستتر کلو میٹر یا اس سے زیادہ دور جانے کا ارادہ ہے تو شہر کی آبادی سے نکل کر پھر مسافر ہو جائیں گے، اور اگر اس سے کم مسافت کا ارادہ ہے تو بعد میں بھی بدستور مقیم رہیں گے۔[۳]

۴۔ تبلیغی جماعت میں تشکیل والے وہ حضرات جن کے شہروں میں اسٹیشن ہوں، اگر ریل گاڑی میں اپنے شہر کے اسٹیشن سے گزریں گے تو مقیم بن جائیں گے۔[۴]

۵۔ پھر اگر تشکیل کی جگہ اپنے شہر کے اسٹیشن سے مسافت شرعیہ کے بقدر ہو تو مسافر بن جائیں گے، بصورت دیگر مقیم شمار ہو کر پوری نماز پڑھیں گے۔[۵]

۶۔ وطن اصلی سفر سے باطل نہیں ہوتا، اگر کوئی شخص پوری زندگی سفر میں رہے پھر

۱۔ (الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر: ۱۴۲/۱، رشيدية).

۲۔ (مراقی الفلاح، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ص: ۴۲۵، قديمی).

۳۔ (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب المسافر: ۱۲۸/۲، سعيد).

۴۔ (حاشية الطحطاوی علی مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ص: ۴۲۵، ط: قديمی).

۵۔ (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب المسافر: ۱۲۸/۲، سعيد).

بھی جو اس کا وطن اصلی ہے، وہ وطن اصلی سمجھا جائے گا، وہاں تھوڑی دیر کے لیے بھی آئے گا تو پوری نماز پڑھے گا، قصر کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ [۱]

۷۔ اگر ایک آدمی کے دو یا اس سے زائد مقام پر اہل وعیال ہیں، اور ان مقامات کے اہل وعیال کی اپنی اپنی جگہ پر عمر گزارنے کی نیت ہے، تو یہ سب مقامات وطن اصلی ہیں۔ [۲]

وطن اقامت کی تعریف:

وطن اقامت وہ جگہ ہے جہاں مسافر پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کا ارادہ کرے، بشر طیکہ وہ جگہ رہائش کے قابل ہو، جنگل، بیاباں اور کشتی وغیرہ نہ ہو۔ [۳]

وطن اقامت کے احکام:

وطن اقامت کا حکم یہ ہے کہ جب تک مقیم ہے، نماز پوری پڑھے گا، اور جب وطن اقامت سے مسافت شرعیہ کے بقدر سفر شروع کرے تو سفر شروع ہوتے ہی قصر کرے گا۔ [۴]

وطن اقامت میں خواہ کتنا ہی لمبا زمانہ گزر جائے، جب یہاں سے سوا ستتر کلو میٹر یا اس سے زیادہ مسافت کی نیت سے سفر شروع کرے گا، یہ وطن اقامت باطل ہو جائے گا۔ [۵]

۱۔(البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب المسافر: ۱۳۶/۲، سعید).

۲۔(بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، فصل: واما بیان ما یصیر المسافر به مقیما: ۱۰۴/۱،۱۰۳، سعید).

۳۔ (الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر: ۱۳۹/۱-۱۴۲، رشيدية).

٤۔(حاشية الطحطاوی علی مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ص: ٤۱۹-٤۲۳، ط: قديمی).

٥۔ (الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر: ۱۴۲/۱، رشيدية).

وطن اقامت تین چیزوں سے باطل ہو جاتا ہے:

۱۔ وطن اصلی سے باطل ہوتا ہے، جب بھی وطن اصلی میں پہنچ جائے گا تو مقیم ہو جائے گا، پھر وہاں سے دوبارہ اس وطن اقامت میں جائے گا تو مقیم نہیں ہوگا۔ [1]

البتہ اگر وہاں پہنچ کر پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلے گا تو وہ دوبارہ وطن اقامت ہو جائے گا اور قصر کرنا جائز نہیں ہوگا۔

۲۔ وطن اقامت کو اس جیسا دوسرا وطن اقامت باطل کر دیتا ہے، یعنی اگر کوئی مسافر ایک مقام میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت سے ٹھہرے تو وہ وہاں مقیم ہو جائے گا، پھر اس کے بعد اس مقام کو چھوڑ دے اور اس کی جگہ پر دوسرے مقام میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی نیت سے اقامت کرے تو وہ پہلا وطن اقامت باقی نہیں رہے گا، وہاں جانے سے مقیم نہیں ہوگا۔ [2]

ہاں اگر وہاں پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت سے ٹھہرے گا تو دوبارہ مقیم بن جائے گا۔

واضح رہے کہ ایک وطن اقامت سے دوسرے وطن اقامت ختم ہو جانے کے لیے دونوں کے درمیان سوا ستتر کلو میٹر یا اس سے زیادہ فاصلہ ہونا شرط نہیں ہے۔ [3]

۳۔ وطن اقامت سے سفر کے لیے روانہ ہونے سے وطن اقامت ختم ہو جات ہے، مثلا: کوئی مسافر کسی قابل رہائش مقام پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہرا، پھر یہاں سے کسی اور جگہ جانے کے لیے سفر کا ارادہ کیا، تو سفر شروع

۱۔ (الشامية، كتاب الصلاة، باب المسافر: ۱۳۲/۲، سعيد).

۲۔ (الشامية، كتاب الصلاة، باب المسافر: ۱۳۲/۲، سعيد).

۳۔ (الشامية، كتاب الصلاة، باب المسافر: ۱۳۲/۲، سعيد).

ہوتے ہی وہ وطن اقامت باطل ہو جائے گا۔[۱]

لیکن اگر کسی شخص نے اس وطن اقامت کے علاوہ کسی اور جگہ سے سفر کیا تو اس وطن اقامت کے باطل ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں، ایک یہ کہ مسافر اپنے سفر کے دوران اس جگہ سے نہ گزرے، اگر وہیں سے گزرا تو اس کا وطن اقامت ہو نا ختم نہ ہو گا۔

دوسرا یہ کہ جہاں سے سفر شروع ہوا ہے، وہاں سے وطن اقامت تک سوا ستتر کلو میٹر یا اس سے زیادہ مسافت ہو، اگر اس سے کم مسافت ہو گی تو اس کا وطن اقامت ہو نا ختم نہیں ہو گا۔[۲]

واضح رہے کی دوسرا وطن اقامت پہلے وطن اقامت کو اس وقت ختم کرتا ہے، جبکہ پہلے وطن اقامت کی وطنیت کو ختم کر کے دوسرا وطن اقامت بنا لیا گیا ہو، اگر پہلے وطن کی وطنیت کو ختم نہیں کیا، بلکہ اس کی رہائش مستقل باقی ہے، بیوی بچے اور سامان وہیں موجود ہیں اور دوسرے مقام میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی نیت سے ٹھہر گیا تو اس سے پہلا وطن اقامت باطل نہیں ہو گا۔[۳]

وطن سکنی کی تعریف:

وطن سکنی وہ وطن ہے جہاں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہو۔[۴]

وطن سکنی کے احکام:

وطن سکنی کا حکم یہ ہے کہ قیام کے باوجود مسافر کے احکام لاگو ہوں گے، اور

١۔ (الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر: ١٤٢/١، رشيدية).

٢۔ (الشامية، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر: ١٣٢/٢، سعيد).

٣۔ (الشامية، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر: ١٣٢/٢، سعيد).

٤۔ (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب المسافر: ١٣٦/٢-١٣٧، سعيد).

نمازوں کو قصر کی صورت میں ادا کیا جائے گا۔[1]

اگر مسافر نے کسی جگہ پر پہلے دس دن ٹھہرنے کی نیت کی، پھر چھ دن گزرنے کے بعد پانچ دن کی نیت کر لی، اور اسی طرح دو دو، چار چار دن کی نیت بڑھاتا رہا، مگر پورے پندرہ دن کی نیت ایک ساتھ نہیں کی، تو قصر نماز پڑھے گا، اگرچہ ساری عمر اس طرح گزر جائے۔[2]

شرائط قصر:

۱... قصر صلاۃ کے لیے مسافت شرعیہ (سوا ستتر) کلو میٹر ضروری ہے۔[3]

۲... اپنے شہر یا بستی کی آبادی سے باہر نکلنا۔[4]

۳... جس جگہ جانے کا ارادہ ہے اس کی تعیین ضروری ہے، بغیر تعیین کے اگر کوئی شخص پوری دنیا گھوم لے تو شرعاً وہ مسافر نہیں کہلائے گا۔[5]

۴... بااختیار ہونا، لہٰذا تابع کے لیے قصر جائز نہیں، جب تک اسے اپنے متبوع کی نیت سفر کا علم نہ ہو۔[6]

۵... مسافر خود تنہا نماز پڑھے یا کسی مسافر امام کی اقتدا کرے۔ اگر مقیم کی اقتداء

۱۔ (البدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل: واما بیان ما یصیر المسافر به مقیما، مطلب في الاوطان ثلاثة: ۱۰۳/۱، سعید).

۲۔ (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر ص: ۳٤٦، المكتبة الأنصارية، افغانستان).

۳۔ (الشامیه: کتاب الصلاۃ، صلاۃ المسافر: ۷۲۲/۲ مکتبہ فاروقیہ کوئٹہ).

٤۔ (الشامیه: کتاب الصلاۃ، صلاۃ المسافر: ۷۲۳/۲ مکتبہ فاروقیہ کوئٹہ).

٥۔ (الشامیه: کتاب الصلاۃ، صلاۃ المسافر: ۷۲٤/۲ مکتبہ فاروقیہ کوئٹہ).

٦۔ (الهندیة: کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر: ۱۳۹/۱ رشیدیه).

میں نماز پڑھتا ہے تو اتمام کرے گا، قصر نہیں کریں گا۔[1]

۶...نماز کی حالت میں مسافر رہنا، اگر درمیان نماز مقیم ہو جائے تو قصر جائز نہیں، مثلاً: ریل، بحری جہاز وغیرہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور حالت نماز میں مسافر اپنے شہر میں داخل ہو جائے۔[2]

قصر کی ابتداء:

جس جگہ شہر یا بستی کی آبادی کی حدود ختم ہو، وہاں سے قصر نماز کی ابتدا ہوتی ہے، لہٰذا مرکز یا ایسی جگہ سے جہاں ۱۵ دن سے زیادہ کی تشکیل ہے، نکلنے کے بعد اسٹیشن وغیرہ یا بس اسٹینڈ اگر شہر یا بستی کی آبادی کا حصہ ہوں تو وہاں پوری نماز پڑھیں، ورنہ قصر کریں۔[3]

اقامت کی شرائط:

۱...اقامت کی نیت کرنا۔[4]

۲...عملی طور پر اپنا سفر ختم کرنا، لہٰذا اگر صرف ٹھہرنے کا ارادہ کیا ہے، لیکن سفر جاری ہے، تو مقیم نہیں بنے گا۔[5]

۳...جس جگہ اقامت کی نیت کی ہے وہ رہائش کے قابل ہو، لہٰذا اگر کسی کا جنگل یا کسی ویران جزیرہ وغیرہ میں ٹہرنے کا ارادہ ہو، جہاں رہائش کے لیے کوئی جگہ نہ ہو

۱۔ (الشامية: كتاب الصلاة، صلاة المسافر: ۷۲۶/۲ مکتبہ فاروقیہ کوئٹہ).

۲۔ (الشامية: كتاب الصلاة، صلاة المسافر: ۷۲۸/۲ مکتبہ فاروقیہ کوئٹہ).

۳۔ (البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب المسافر: ۲۲۶/۲، رشيديه).

٤۔ (الشامية، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر: ۱۲۵/۲ سعيد).

۵۔ (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر: ۱۳۱/۲ سعيد).

تو مقیم نہیں بنے گا، البتہ اگر شرعی مقدار کی بقدر جانے سے پہلے جنگل میں اقامت کی نیت کرلے تو اس صورت میں مقیم بن جائے گا۔[۱]

۴...رہائش کا مقام ایک جگہ ہو، اگر دو جگہیں ہوں اور ان میں سے کسی ایک میں رہائش کی تعیین کیے بغیر اقامت اختیار کرے تو مقیم نہیں بنے گا۔[۲]

۵...نیت کرنے والا کسی کا تابع نہ ہو، بلکہ اپنے ارادہ کا خود مختار ہو، اگر کسی کا تابع ہو تو اپنے متبوع کی نیت کے موافق عمل کرے گا۔[۳]

۶... کم از کم پندرہ دن قیام کی نیت ہو، اور اس دوران کسی ایسے سفر کا ارادہ نہ ہو جو مسافت شرعیہ کے بقدر ہو۔[۴]

قصر واتمام میں شبہ ہو جائے:

جماعت کی تشکیل کسی ایسے علاقے میں ہو جہاں "قصر واتمام" میں جماعت والوں کو شبہ ہو جائے تو ایسی جگہ "اتمام" کو ترجیح ہوگی؛ کیوں کہ احتیاط اسی میں ہے۔[۵]

۱۔ (البدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل: واما بیان ما یصیر المسافر به مقیما: ۹۸/۱، سعید).

۲۔ (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ص: ۳٤٦ مکتبه انصاریه)

۳۔ (التاتارخانیة، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، نوع آخر في بیان من لا یصیر مقیما بنیة الإقامة الخ: ۱۰/۲).

٤۔ (حلبی کبیر، فصل في صلاۃ المسافر، ص: ۵۳۹، ط: سهیل اکیدمی).

۵۔ (الشامیة،کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر:۱۲۲/۲ سعید).

مسافر کی نماز

اذان واقامت:

سفر میں نماز کے وقت مسافر کو چاہیے کہ وہ ''اذان واقامت'' کہے، اگرچہ اکیلا ہو، اذان کی برکت سے فرشتے آکر اس کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائیں گے۔[۱]

صرف اقامت پر اکتفا کرنا:

مسافر کے لیے اذان اور اقامت دونوں کو ترک کرنا مکروہ ہے، البتہ صرف ''اقامت'' پر اکتفاء کرنا جائز ہے۔[۲]

امام کی نیت کا طریقہ:

امام کا مقتدیوں کے مسافر یا مقیم ہونے کے اعتبار سے نیت کرنا ضروری نہیں، اور نہ ہی مردوں کی اقتداء صحیح ہونے کے لیے امام کا ان کی امامت کی نیت کرنا ضروری ہے، لہٰذا اگر امام یہ نیت کرے کہ میں ان موجودین ہی کی امامت کرتا ہوں اور بعد میں آنے والوں کی امامت نہیں کرتا تو بعد میں آکر شامل ہونے والوں کی نماز بھی صحیح ہے اور ان کو جماعت کا ثواب بھی ملے گا، لیکن امام کو ان کی امامت کا ثواب نہیں ملے گا۔[۳]

۱۔ (البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الاذان: ۱/۲۶۵، سعید).

۲۔ (الھندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الاول فی صفته واحوال الموذن: ۱/۵۴، رشیدیة).

۳۔ (السراجیة: کتاب الصلاۃ، باب الامامة: ص۹۸، زمزم)، (کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، فصل في لنیة: ۱/۱۲۴، دار الفکر).

مسافر امام کی نیت کا طریقہ:

اگر کسی جگہ مقامی حضرات کسی مسافر ساتھی کو ظہر، عصر یا عشاء کی نماز پڑھانے کی تاکید کریں تو یہ مسافر امام نماز پڑھاتے وقت قصر کی نیت کرے گا۔[1]

مقیم امام کی اقتداء کرتے وقت مسافر کی نیت کا طریقہ:

مقتدی مقیم ہو یا مسافر، اس کے لیے امام کی اقتداء میں نیت کے وقت رکعات کی تعیین، صرف وقتی نماز کی تعیین (مثلاً: ظہر، عصر، مغرب وغیرہ کی نماز) کافی ہے، البتہ اگر کوئی رکعات کی تعیین کرے تو یہ منع نہیں، بلکہ اس کو افضل کہا گیا ہے۔[2]

حالت سفر میں اتمام کرنا:

اگر سہواً سفر شرعی کی حالت میں اتمام کیا اور قعدہ اولی بھی کیا تو فرض ادا ہو گیا، لیکن تاخیر واجب کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہے، اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز کا اعادہ کرنا چاہیے۔[3]

حالت سفر میں سنت:

حالتِ سفر میں سنتیں پڑھنے کی درجے کی تاکید نہیں ہے جس درجہ کی حالت اقامت میں ہے، تاہم اگر جلدی نہ ہو اور اطمینان کی حالت میں ہو تو سنتیں پڑھنا افضل ہے، لہٰذا اگر کسی جماعت کی تشکیل کسی مسافت شرعی کی جگہ پندرہ دن سے

۱۔ (البزازية: كتاب الصلاة، الفصل الثاني والعشرون في السفر: ٤/٣، دار الفكر).

۲۔ (الشامية: كتاب الصلاة، با ب شروط الصلاة: ١١٧/٢-١٢١، رشيدية).

۳۔ (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ص: ٤٢٦، قدیمی).

کم ہو، تو ایسی جگہ مذکورہ جماعت والوں کو پوری سنتیں پڑھنی چاہییے، یہی راجح قول ہے۔[۱]

حالت سفر میں حنفی مسلک والے کا شافعی مسلک امام کی اقتداء کرنا:

حنفی مسلک کے مطابق مسافر کے لیے چار رکعت والی نماز میں قصر کرنا واجب ہے، جب کہ شافعی مسلک اس کے بر عکس ہے، ان کے نزدیک مسافر کے لیے قصر نہ کرنا بہتر ہے، حالت سفر میں حنفی مسلک والے کا شافعی مسلک پر عمل کرتے ہوئے سفر میں اتمام کرنا (پوری نماز پڑھنا) درست نہیں، ہر مقلد کا اپنے امام کے مسلک پر عمل کرنا ضروری ہے۔[۲]

البتہ اگر کسی نے ایسا کر لیا تو اگر اس کا یہ عمل انفرادی نماز کی صورت میں ہو تو نماز ہو جائے گی اور گناہ بھی ہوگا۔[۳]

اور اگر امام بن کر نماز پڑھائی ہے تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوگی۔[۴]

دعوت و تبلیغ کے لئے نکلی ہوئی جماعتوں کیلئے نیت سفر کا حکم کیا ہے؟

تبلیغی جماعت میں علمائے کرام اور بزرگان دین کی طرف سے ایک جماعت کے لیے کسی امیر کا انتخاب افضل اور مستحب عمل ہے، تاکہ پوری جماعت پیار و محبت، اتفاق و اتحاد کے ساتھ رہے اور تمام امور مشورے سے طے ہوں، البتہ تبلیغی جماعت میں مامورین احکام صلاۃ میں اپنے امیر کے تابع نہیں ہوں گے؛ اس

۱۔ (الشامية: كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر: ۱۳۱/۲، سعيد).

۲۔ (المحيط البرهاني، كتاب الصلاة، الفصل الثانى والعشرون في صلاة المسافر: ۳۸۳/۲، ادارة القرآن). ۳۔ (الشامية، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه: ۴۸۱/۵ سعيد).

۴۔ (حلبى كبير، كتاب الصلاة، فصل المسافر، ص: ۵۳۹، سهيل اكيدمى).

لیے کہ جو شخص اپنے اختیار سے اقامت کر سکتا ہے تو اسی کی نیت کا اعتبار ہوگا اور جو شخص اپنے اختیار سے اقامت کی نیت نہ کر سکتا ہو، بلکہ وہ کسی کا تابع ہو اور اس کی فرمانبرداری اس پر لازم ہو تو پھر اس (تابع) کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا، بلکہ وہ اپنے متبوع کے تابع ہوگا اور جو نیت متبوع کی ہوگی اسی کا اعتبار ہوگا، جیسے: غلام اپنے آقا اور بیوی اپنے شوہر (جس نے مہر معجّل ادا کیا ہو)، لشکر (جن کا نفقہ امیر یا بیت المال کی طرف سے ہو اور خروج مع الامیر بادشاہ کے حکم سے ہو) اپنے امیر کے تابع ہوں گے، بشرطیکہ تابع کو اپنے متبوع کا حال معلوم ہو اور تابع اپنے متبوع کی معیت میں ہو۔[1]

جماعتوں کے مقیم ہونے کی صورتیں

۱۵ دن تشکیل پوری ہونے سے پہلے قریبی علاقہ میں تشکیل کی صورت میں اتمام ہوگا:

اگر ایک جماعت کی تشکیل ۱۵ دن یا اس سے زیادہ ایک ایسے علاقے میں ہو جہاں ۱۰۔۱۵ مساجد ہیں، اور کام کرنے کے لیے ۱۵ دن کے لیے علاقہ بھی وہی متعین ہو گیا اور سارے حضرات نے اقامت کی نیت کر لی اور نمازیں پوری پڑھنا شروع کر دیں، لیکن ایک ہفتہ گزرنے کے بعد مقامی احباب آپس کے مشورے سے جماعت والے ساتھیوں کو دوسرے علاقے میں بھیج دیں، اور وہ علاقہ اتنی دوری پر ہو کہ وہاں مسافت شرعیہ نہیں پائی جاتی، تو اس صورت میں چوں کہ پہلے اور دوسرے علاقے کے درمیان مسافت شرعیہ (اڑتالیس میل یا سوا ستتر کلو میٹر) نہیں پائی جارہی؛ اس

۱۔ (الهندية: كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر: ۱/۱٤۱، رشيدية).

لیے اقامت کی نیت باطل نہیں ہو گی، بلکہ بر قرار رہے گی، لہٰذا دوسرے علاقہ میں بھی حسب سابق پوری نمازیں پڑھی جائیں گی۔ (۱)

رائیونڈ مرکز سے سفر شروع ہو، مسافت مسافت شرعی نہ ہو:

رائے ونڈ مرکز یا کسی ایسی جگہ (جہاں پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی تشکیل تھی) سے جب سفر شروع ہو تو دیکھا جائے گا کہ مسافت شرعی (۴۸ میل) تک جانے کا ارادہ ہے یا نہیں؟ اگر مسافتِ شرعی کا قصد وارادہ نہیں ہے تو قصر جائز نہیں بلکہ اتمام ہوگا یعنی چار رکعت پوری پڑھنا ضروری ہوگا۔ (۲)

مسافت شرعیہ سے کم فاصلہ طے کرکے مرکز پہنچنے والی جماعت کی مرکز کے قریبی علاقے میں تشکیل:

جو شخص یا جماعت کسی ایسے شہر یا بستی سے رائیونڈ مرکز میں آئیں، جس شہر یا بستی کی مسافت مرکز سے سوا ستتر کلو میٹر سے کم ہو، اور پھر ان کی تشکیل مرکز میں پندرہ راتیں گزارنے سے پہلے ایسے قریبی علاقے میں ہو جائے جس کی مسافت مرکز سے سوا ستتر کلو میٹر سے کم ہو تو تشکیل والی جگہ وہ لوگ مقیم ہوں گے اور پوری نماز پڑھیں گے۔ (۳)

۱۔ (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ص: ۴۲۹، قديمى).

۲۔ (الدر مع الرد: كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر: ۱/۱۲۱-۱۲۲، مكتبه سعيد).

۳۔ (حوالہ سابقہ)۔

مسافت شرعیہ طے کرکے مرکز میں ۱۵ دن گزارنے کے بعد قریبی علاقے میں تشکیل:

اگر کوئی جماعت یا شخص کسی علاقے سے رائیونڈ مرکز میں آئیں جس کا فاصلہ مرکز سے سوا ستتر کلو میٹر یا اس سے زیادہ ہو اور پھر مرکز میں ۱۵ دن گزارنے کے بعد تشکیل ایسے علاقے میں ہو جس کا فاصلہ مرکز سے سوا ستتر کلو میٹر سے کم ہو، تو تشکیل والی جگہ یہ لوگ مقیم ہوں گے اور پوری نماز پڑھیں گے۔[1]

تشکیل کی جگہ پندرہ دن اور راتیں ٹھہرنا:

رائیونڈ مرکز سے اگر کسی جماعت کی تشکیل اس انداز سے ہو کہ تشکیل والی جگہ ایک شہر یا قصبہ ہو جس کی مختلف مساجد میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنا ہو تو راستہ میں تو یہ لوگ مسافر ہوں گے بشرطیکہ تشکیل والی جگہ سوا ستتر کلو میٹر یا اس سے زیاد ہو اور تشکیل والی جگہ مقیم ہوں گے، چاہے جماعت والوں کے علاقے کا فاصلہ مرکز سے سوا ستتر کلو میٹر سے کم ہو یا اس سے زیادہ کی دوری پر ہو۔[2]

مختلف شہروں میں تشکیل اس انداز سے ہو کہ ہر شہر میں پندرہ دن ٹھہرنا ہو:

اگر کسی جماعت کی تشکیل دو تین مختلف علاقوں میں اس طرح ہو کہ بعض علاقوں میں پندرہ راتیں ٹھہرنا ہے اور بعض میں کم تو اس کی مختلف صورتیں بنیں گی مثلاً:

۱۔ پہلے علاقے میں پندرہ راتیں ٹھہرنا ہے اور بقیہ میں کم، تو اس صورت میں

۱۔ (حوالہ سابقہ)۔

۲۔ (حوالہ سابقہ)۔

جماعت والے پہلے علاقے میں پہنچتے ہی مقیم بن جائیں گےاور اس کے بعد والے علاقے اگر مسافت شرعیہ سے کم مسافت پر ہوں تو وہاں بھی مقیم ہی رہیں گے۔

اور اگر مسافت، مسافت شرعیہ سے زیادہ ہو تو وہاں مسافر ہوں گے بشرطیکہ وہاں پندرہ دن سے کم کا قیام ہو۔

۲۔ پہلے علاقے میں پندرہ دن سے کم ٹھہرنا ہےاور یہ علاقہ مرکز سے مسافت شرعیہ سے زیادہ پر واقع ہے تو اس علاقے میں مسافر ہوں گے اور اس کے بعد والے علاقہ میں پندرہ دن کا قیام ہے تو وہاں مقیم ہوں گے، چاہے وہ دوسرا علاقہ مسافت شرعیہ پر ہو یا نہ ہو۔

۳۔ اس دوسری صورت میں اگر تیسرے علاقے میں بھی جانا ہے اور وہ مسافت شرعیہ سے کم پر ہے تو وہاں بھی مقیم ہوں گے، مسافر نہیں۔[1]

اگر تشکیل اس انداز سے ہو کہ بعض میں پندرہ دن ٹھہریں اور بعض میں اس سے کم:

اگر کسی کی جماعت کی تشکیل دو تین مختلف علاقوں میں اس انداز سے ہو کہ بعض علاقوں میں پندرہ راتیں ٹھہرنی ہیں اور بعض میں نہیں، تو پہلی صورت میں مقیم ہوں گے اور دوسری صورت میں جہاں پندرہ راتوں سے کم ٹھہرنا ہے تو دیکھا جائے گا کہ پہلی جگہ سے سوا ستتر کلو میٹر سے کم فاصلہ پر ہے یا زیادہ، اگر کم فاصلہ ہے تو یہاں بھی مقیم ہوں گے اور اگر سوا ستتر کلو میٹر یا اس سے زیادہ فاصلہ ہے تو مسافر ہوں گے اور قصر کریں گے۔[2]

۱۔ (حوالہ سابقہ)۔ ۲۔ (حوالہ سابقہ)۔

مقام تشکیل کی طرف جاتے ہوئے اگر راستے میں وطن اصلی آجائے:

رائیونڈ مرکز سے کسی شخص کی تشکیل ایسے شہر میں ہو جس شہر کے راستہ میں اس شخص یا جماعت کا وطن اصلی آتا ہے، تو اگر تشکیل والی جگہ اس شخص یا جماعت کے وطن اصلی سے سوا ستتر کلومیٹر سے کم فاصلہ پر ہو تو تشکیل والی جگہ میں وہ شخص یا جماعت مقیم ہی ہے اگرچہ وہاں پندرہ راتوں سے کم ٹھہرنا ہو اور اگر تشکیل والی جگہ وطن اصلی سے سوا ستتر کلومیٹر یا اس سے زیادہ فاصلہ پر ہو تو پھر دیکھا جائے گا کہ مذکورہ جگہ پندرہ راتیں ٹھہرنا ہے یا اس سے کم اگر پندرہ راتیں ٹھہرنا ہے تو مقیم ہوں گے، بصورت دیگر مسافر ہوں گے۔[۱]

جماعتوں کے مسافر ہونے کی صورتیں

مرکز کا فاصلہ مسافت شرعیہ پر ہو:

رائیونڈ مرکز میں کسی شخص یا جماعت کی آمد کسی ایسے علاقے سے ہو جس کا فاصلہ مرکز سے سوا ستتر کلومیٹر یا اس سے زائد ہو تو مرکز میں شرعاً وہ مسافر ہیں، اِلا یہ کہ یہ شخص خود مرکز میں پندرہ راتوں تک قیام کا ارادہ کرلے۔[۲]

رائیونڈ مرکز سے سفر شروع ہو، مسافت مسافت شرعی ہو:

رائیونڈ مرکز یا کسی ایسی جگہ (جہاں پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی تشکیل ہو) سے جب سفر شروع ہو تو دیکھا جائے گا کہ مسافت شرعی (۴۸ میل) تک جانے کا ارادہ ہے یا نہیں؟ اگر مسافتِ شرعی کا قصد وارادہ ہے تو قصر کرنا (چار رکعت والے

۱۔ (حوالہ سابقہ)۔

۲۔ (حوالہ سابقہ)۔

فرض کو دو پڑھنا) ضروری ہوگا۔[1]

رائیونڈ مرکز سے تشکیل پندرہ راتوں سے کم مسافت شرعیہ کے بقدر واقع علاقے میں ہو:

رائیونڈ مرکز سے کسی شخص یا جماعت کی تشکیل پندرہ راتوں سے کم کسی ایسے علاقے میں ہو جس کا فاصلہ مرکز سے سواستتر کلومیٹر یا اس سے زیادہ ہو تو تشکیل والی جگہ مذکورہ شخص یا جماعت والے مسافر کہلائیں گے اور قصر کریں گے۔[2]

مختلف شہروں میں تشکیل اس انداز سے ہو کہ کہیں بھی پندرہ دن کا قیام نہ ہو:

مرکز سے کسی جماعت کی تشکیل مختلف شہروں میں اس انداز سے ہو کہ کسی ایک مقام میں بھی پندرہ راتیں نہ ٹھہرنا ہو تو پوری تشکیل میں یہ جماعت مسافر ہوگی، اگرچہ تشکیل ایک لمبے عرصہ کے لیے ہو، مثلاً: چلہ، چار ماہ اور سال کے لیے۔[3]

تشکیل ایسی جگہ ہو جو اقامت کے قابل نہیں:

ایسی جگہ جو اقامت کے قابل نہیں، مثلاً: جنگل یا صحراو غیرہ، مذکورہ جگہ اگر کوئی جماعت اقامت (پندرہ راتیں) کی نیت سے تشکیل کروالے تو تشکیل والی جگہ یہ جماعت مسافر ہی ہوگی؛اس لیے کہ ایسی جگہ ان کی اقامت کی نیت کرنا شرعاً لغو ہے۔

کراچی (بڑے شہر) میں تشکیل اس انداز سے ہو کہ مختلف محلوں میں جانا ہو:

مرکز سے کراچی یا کسی بڑے شہر میں تشکیل پندرہ راتیں یا اس سے زیادہ کے

١۔ (حوالہ سابقہ)۔

٢۔ (حوالہ سابقہ)۔

٣۔ (حوالہ سابقہ)۔

لیے اس انداز ہو کہ شہر کے مختلف محلوں میں جانا ہو تو یہ لوگ تشکیل کے تمام محلوں میں مقیم ہوں گے؛اس لیے کہ ایک شہر کے مختلف محلے اور ٹاون شرعاً ایک ہی علاقہ شمار ہوتے ہیں، البتہ اگر تشکیل اسی ایک علاقے میں پندرہ راتوں سے کم ہو تو شرعاً وہ مسافر رہیں۔[۱]

مسافت شرعیہ طے کرنے کے بعد مرکز میں پندرہ دن گزارنے سے پہلے قریبی علاقہ میں تشکیل ہو جائے:

رائیونڈ مرکز میں کسی شخص یا جماعت کی آمد ایسے علاقے سے ہو جس کا فاصلہ مرکز سے سوا ستتر کلو میٹر یا اس سے زیادہ ہے اور مرکز میں پندرہ راتیں گزارنے سے پہلے اس شخص یا جماعت کی تشکیل قریبی ایسے علاقے میں ہو جس کا فاصلہ مرکز سے سوا ستتر کلو میٹر سے کم ہو اور تشکیل والی جگہ پندرہ راتوں سے کم ٹھہرنا کا ارادہ ہو تو مذکورہ شخص یا جماعت تشکیل والی جگہ مسافر ہو گی۔[۲]

مقام تشکیل کے مقامی حضرات کے مشورے سے کام کرنے والی جماعت کے مقیم اور مسافر ہونے کا حکم:

کبھی کسی جماعت کی تشکیل ایک شہر میں ہوتی ہے اور کام کے حوالے سے مرکز سے کچھ احکامات جاری نہیں ہوتے، کہ ایک جگہ یا دو جگہ، شہر یا اس کے مضافات میں کام کس نوعیت سے کرنا ہے، بلکہ مقامی حضرات کے مشورہ یا خود

۱۔ (بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل: واما بیان ما یصیر المسافر بہ مقیما: ۱/۹۸،سعید).

۲۔ (حوالہ سابقہ)۔

جماعت والوں کے مشورہ سے کام کرنے کا اختیار دیا گیا ہو تو اس صورت میں جماعت والوں کو چاہیے کہ جلد از جلد مقامی احباب سے اپنی تشکیل کی نوعیت معلوم کریں تاکہ اس کے مطابق نمازوں کی ترتیب بن سکے اس کے بعد مقامی حضرات جو رخ طے کریں یا جماعت والے اپنے مشورے میں جو طے کریں، اسی کے مطابق اقامت وسفر کا حکم ہوگا یعنی ایک علاقے میں پندرہ دن یا اس زیادہ قیام ہو تو مقیم ورنہ مسافر ہوگا۔[1]

چھوٹی تشکیل اپنے ہی شہر میں ہو اور بڑی تشکیل مرکز سے ہو:

جب کسی شہر سے چلہ کے لیے کسی جماعت کا جانے کا ارادہ ہو تو بسا اوقات مقامی شوری والے چھوٹی تشکیل (عشرہ وغیر) اپنے ہی شہر کے کسی علاقے میں کر دیتے ہیں، کہ دس بارہ دن فلاں علاقہ میں کام کرکے رائیونڈ جائیں اور پھر مرکز سے ان کی بڑی تشکیل ہوتی ہے، تو جب تک اپنے شہر میں ہیں مقیم ہوں گے اور شہر کی آبادی سے نکلتے ہی مسافر ہوں گے، بشرطیکہ جماعت والوں کے شہر اور رائیونڈ مرکز کا فاصلہ سوا ستتر کلو میٹر یا اس سے زیادہ ہو، اور اگر اس سے کم فاصلہ ہے تو شہر کی آبادی سے نکلنے کے بعد بھی مقیم شمار ہوں گے،اور اگر چھوٹی تشکیل (سہ روزہ، عشرہ وغیرہ) شہر کی آبادی سے باہر کسی گاؤں میں ہو تو دیکھا جائے گا، کہ وہاں سے رائیونڈ جاتے وقت اپنے شہر سے گزر کر جانا ہے یا نہیں،اگر گزر کر جانا ہے تو اس گاؤں میں بھی مقیم ہوں گے، اور اگر نہیں گزرنا تو اس گاؤں میں وہ لوگ مسافر ہی شمار ہوں گے بشرطیکہ رائیونڈ کا فاصلہ ان کے شہر سے سوا ستتر کلو میٹر یا اس سے زیادہ کی دوری پر ہو۔[2]

۱۔ (حوالہ سابقہ)۔ ۲۔ (حوالہ سابقہ)۔

کراچی شہر کے ارد گرد گوٹھوں کی تشکیل:

کراچی شہر کے ارد گرد جو چھوٹے گوٹھ وغیرہ ہیں، اگر جماعت کی تشکیل رائیونڈ مرکز سے ان گوٹھوں کی طرف ہو، اور ایک گوٹھ سے دوسرے گوٹھ کے درمیان کم سے کم ڈھے میل کا فاصلہ ہواور ان مختلف گوٹھوں میں ہی پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہوتواس صورت میں قصر کریں گے، پوری نماز نہیں پڑھیں گے اور اگر ایک گوٹھ میں ہی پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام ہوا تو مقیم ہوں گے۔[1]

رائے ونڈ مرکز یا اجتماع وغیرہ میں مسافر کا کسی عذر کی وجہ سے نماز توڑنا اوراس کی قضاء کا طریقہ:

رائے ونڈ مرکز یا اجتماع وغیرہ میں جہاں بغیر اسپیکر کے نماز ہو تی ہے، اگر کوئی مسافر مقیم کی اقتدا ء کرے اورآواز نہ پہنچ پانے کی وجہ سے یا کسی اور عذر سے وہ مسافر نماز مکمل نہ کرسکے، تو چار رکعت والی نماز حالت انفراد میں ادا کرتے وقت قصر کے ساتھ پڑھے گا؛اس لیے کہ چار رکعت اس نے امام کی اقتدا کی وجہ سے اپنے اوپر لازم کی تھی، اوراب وہ اتباع نہ رہی لہٰذاوہ اپنی مسافرانہ نماز ہی اب ادا کرے گا۔[2]

۱۔ (حوالہ سابقہ)۔

۲۔ (التبيين: كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر: ۱/۵۱۵، اشرفيه).

قصر اور اتمام میں شبہ ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جس موقع پر قصر اور اتمام میں شبہ ہو جائے تو وہاں اتمام کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ احتیاط اسی میں ہے۔[۱]

موروں پر مسح کرنے کے مسائل

مسح کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

"مسح" کا لغوی معنی "کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا ہے، اور اصطلاح شرع میں کہتے ہیں: "گیلا ہاتھ کسی عضو پر پھیرنا"۔ اور موروں پر مسح کرنے کا شرعی معنی یہ ہے کہ "مخصوص موروں کی مخصوص جگہ پر مخصوص مدت کے لیے ہاتھ پھیرنا یا اس جگہ پانی لگ جانا"۔[۲]

تعریف کی وضاحت:

مخصوص موروں سے مراد وہ مورے ہیں جن پر شرعا مسح کرنا درست ہے، مخصوص جگہ سے مراد موروں کا وہ حصہ جہاں مسح کیا جاتا ہے، اور مخصوص مدت سے مراد مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات، مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں۔

۱۔ (رد المحتار: كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ۱۲۲/۲ مكتبه سعيد)، (الهندية: كتاب الصلاة الباب الخامس عشر فى صلاة المسافر ومما يتّصل بذلك الصلاة على الدابة والسفينة، ۱٤٤/۱ مكتبه رشيدية).

۲۔ (لسان العرب: ۹۸/۱۳) (حاشية الطحطاوى على الدر المختار ۱۳۷/۱) (الشامية، كتاب الطهارة: ۲٦۱/۱ سعيد).

موروں پر مسح کا مطلب:

جو شخص چمڑے کے مورے پہنے ہوئے ہو اور وضو کرنا چاہتا ہو تو وضو کے وقت پیروں سے ان موروں کو اتار کر پیروں کا دھونا اس پر فرض نہیں۔[1]

مسح کا طریقہ:

مورہ پر مسح کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو پانی سے تر کیا جائے، اس کے بعد ان انگلیوں کو کشادہ کرکے موروں پر پاؤں کی انگلیوں پہ رکھ کر اوپر کی جانب ٹخنے کے اوپر تک کھینچا جائے۔[2]

مسح کے وقت پانی کا نشان ظاہر ہونا:

مورے پر مسح کرتے وقت پانی کا نشان ظاہر ہونا شرط نہیں، البتہ ایسا کرنا مستحب ہے۔[3]

مسح صحیح ہونے کی شرط:

موروں کا پہننا پورے وضو کرنے کے بعد مشروط ہے، اور اگر کوئی شخص دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھونے کے بعد، بقیہ وضو پورا کرے، تو شرعا اس کی اجازت ہے، البتہ اس میں یہ شرط ضروری ہے مورہ پہننے کے بعد وضو ٹوٹنے سے پہلے بقیہ

۱۔ (البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ١/١٦٤ سعيد).

۲۔ (المحيط البرهاني، كتاب الطهارة، الفصل السادس فى المسح على الخفين: ١/٣٤٠ دار الكتب العلمية، بيروت).

۳۔ (حلبي كبير، فصل فى المسح على الخفين،ص: ١٠٩، سهيل اكيدمي).

وضو کو پورا کرے، اور اسی طرح وضو کے جو فرائض ہیں، ان میں سے کوئی فرض رہ نہ گیا ہو۔

مسح شرعی کے بعد وضو ٹوٹنے کی صورت میں ہاتھ، چہرہ کو دھونے اور سر پر مسح کرنے کے بعد پاؤں کی جگہ موزوں پر مسح کرنا کافی ہوگا۔[1]

مسح کا ثبوت:

موزوں پر مسح سے متعلق تقریباً اسی (۸۰) کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں) بیان کرتے ہیں کہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا اور اس کی اجازت دی، نیز! تمام مسلمانوں کے اجماع سے یہی ثابت ہے، لہٰذا اس کا انکار کرنے والا اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔[2]

مسح کے لیے نیت کرنا:

موزوں پر مسح کرنے کے لیے نیت کرنا شرط نہیں۔[3]

مسح کی اجازت وضو میں ہے، غسل میں نہیں:

موزوں پر مسح کرنا اسی وقت جائز ہے جب وضو کرکے موزہ پہننے کے بعد صرف وضو ٹوٹا ہو، اگر غسل واجب ہوا ہو تو موزوں پر مسح کرنا کافی نہیں، موزوں کو اتار کر غسل کرنا پڑے گا، خواہ مدت پوری ہوئی ہو یا نہیں۔[4]

۱۔ (الهندية، كتاب الطهارة، الباب الخامس فى المسح على الخفين: ۳۳/۱ رشيدية).

۲۔ (الشامية، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۲٦٦/۱، سعيد).

۳۔ (التاتارخانية، كتاب الطهارة، الفصل السادس فى المسح على الخفين، نوع آخر فى بيان شرط جواز المسح على الخفين: ۲۰۷/۱ قديمى).

٤۔ (التاتارخانية، كتاب الطهارة، الفصل السادس فى المسح على الخفين: ۲۰۹/۱ قديمى).

موزوں پر اگر نجاست ہو:

موزوں پر مسح درست ہونے کے لیے نجاست سے پاک ہونا شرط نہیں، نجاست کے ہوتے ہوئے بھی مسح کرنا درست ہے، البتہ اگر نجاست معافی کی مقدار سے زیادہ ہے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا درست نہیں۔ (۱)

موزہ پر بال ہوں:

اگر چمڑے کے موزے پر بال ہوں اور اوپر اس طرح پڑے ہوئے ہوں کہ مسح کرنے میں پانی کی تری جلد تک نہ پہنچے تو مسح درست نہیں ہوگا، اسی طرح اگر بالوں پر مسح کرنے کے ارادہ کیا اور پانی کی تری جلد تک پہنچ گئی، تب بھی مسح درست نہیں ہوگا۔ (۲)

موزہ ٹخنہ سے نیچا ہو:

اگر موزہ ٹخنے سے نیچے ہے تو مسح جائز نہیں۔ (۳)

موزے کے کتنے حصہ پر مسح کرنا؟

پورے موزے پر مسح کرنا ضروری نہیں؛ اس لیے کہ شرعاً مسح کا حکم ایک خاص رعایت کے تحت ہے، لہٰذا تین انگلیوں کی مقدار جگہ پر مسح کرنا فرض ہے، انگلی

۱۔ (بدائع الصنائع، کتاب الطهارة، فصل فی بیان مقدار ما یصیر به المحل نجسا: ۱/۸۰-۸٤ سعید).

۲۔ (الهندیة، الباب الخامس فی المسح علی الخفین: ۱/۳٤ رشیدیة).

۳۔ (قاضی خان علی هامش الهندیة، کتاب الطهارة، فصل فی المسح علی الخفین: ۱/٤٦ رشیدیة).

کی چوڑائی ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی کے برابر ہونی چاہیے۔[1]

موزے کیسے ہوں؟

جن موزوں پر مسح کرنا درست ہے، ان میں چار باتوں کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ موزے ایسے موٹے ہوں کہ کسی چیز سے باندھے بغیر پیروں کے ساتھ قائم رہیں۔[2]

۲۔ موزے ایسے موٹے ہوں کہ جنہیں پہن کر تین میل (چار کلو میٹر، آٹھ سو تیس میٹر) یا اس سے زیادہ چل سکیں۔[3]

۳۔ موزے اتنے موٹے ہوں کہ نیچے کی جلد نظر نہ آئے۔[4]

۴۔ پانی کو جذب کرنے والے نہ ہوں (اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو ان کے نیچے کی سطح تک نہ پہنچے)۔[5]

مسح کے لیے چمڑے کا موزہ ہونا ضروری نہیں:

عام طور پر چمڑے کے موزوں پر مسح کیا جاتا ہے، لیکن چمڑے کا موزہ ہونا ضروری نہیں، اگر کسی موٹے کپڑے یا ریگزین وغیرہ کے ایسے موزے ہوں

۱۔ (الشامية، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۱/۲٦٤-۲۸۲ سعيد).

۲۔ (حاشية الطحطاوی علی المراقی، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ص: ۱۰۲ قديمی).

۳۔ (البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۱/۱۸۳ سعيد).

٤۔ (البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۱/۱۸۰-۱۸۲ سعيد).

٥۔ (حلبی كبير، فصل فی المسح على الخفين، ص: ۱۲۰ سهيل اكيدمي).

جن میں مندرجہ بالا شرائط پائی جائیں، ان پر بھی مسح جائز ہوگا۔[1]

مدتِ مسح میں موزہ نکال کر پاؤں دھونا:

اگر کوئی شخص مدت مسح کے اندر وضو کے دوران موزے پر مسح نہ کرے، بلکہ موزے نکال کر پاؤں دھولے تو یہ افضل ہے، البتہ اگر نماز کا وقت نہایت تنگ ہو کہ پاؤں دھونے کی صورت میں قضا کا خوف ہو، تو اس صورت میں موزے نکال کر پاؤں دھونے کی اجازت نہیں، مسح کرکے نماز ادا کرنا لازم ہوگا، اسی طرح اگر وضو کے لیے پانی اتنا کم ہو کہ پاؤں دھونے کی صورت میں پانی تمام اعضاء کے لیے کافی نہیں ہو، تو اس صورت میں بھی موزے پر مسح کرکے با وضو ہونا ضروری ہے۔[2]

مسح کس جگہ ہوگا؟

مسح اس جگہ پر ہو جس میں پیر ہے، اس کے سوا کسی اور حصہ پر مسح کرنا جائز نہیں، مثلاً: پنڈلی سے لگے ہوئے حصہ پر یا پچھلے حصہ پر یا کناروں پر یا نیچے کی جانب یا پہلو پر مسح کرنا درست نہیں، البتہ وہ حصہ جو ٹخنوں کے سامنے ہے اس پر مسح کرنا جائز ہے۔[3]

پہنے ہوئے موزے کو دھونا:

اگر پہنے ہوئے موزے کو دھولیا اور مسح کی نیت نہیں تھی، مثلاً: موزہ

۱۔ (التاتارخانیة، کتاب الطهارة، الفصل السادس فی المسح علی الخفین: ۲۰۱/۱ قدیمی).

۲۔ (الشامیة، کتاب الطهارة، باب المسح علی الخفین: ۲٦٤/۱ سعید).

۳۔ (التاتارخانیة، کتاب الطهارة، نوع آخر فی بیان محل المسح: ۲۰۱/۱ قدیمی).

کی صفائی ستھرائی کے پیشِ نظر دھو لیا، یا کوئی بھی نیت نہ ہو، تو ان تمام صورتوں میں مسح ہو جائے گا۔[۱]

مسح الٹا کیا:

اگر کسی نے الٹا مسح کیا، یعنی ٹخنے کی طرف سے کھینچ کر انگلیوں کی طرف لے گیا، مسح ہو جائے گا، لیکن خلافِ سنت کا مرتکب ہوگا۔[۲]

انگلیوں کے سروں پر مسح کرنا:

اگر موزے پر انگلیوں کے سروں سے مسح کیا، اور ان سروں سے پانی ٹپک رہا ہے اور موزے پر تین انگلیوں کے برابر پانی لگ جائے تو مسح درست، بصورت دیگر مسح نہیں ہوگا، دوبارہ کرنا لازم ہوگا۔[۳]

تین انگلیوں سے کم مقدار پر مسح کرنا:

اگر ایک پاؤں پر تین انگلیوں کی مقدار کے برابر اور دوسرے پر پانچ انگلیوں کی مقدار کے برابر مسح کیا تو جائز نہیں، ہر ایک پاؤں کے موزہ پر کم سے کم تین انگلیوں کے برابر مسح کرنا لازم ہے۔[۴]

۱۔ (خلاصة الفتاوی، کتاب الطهارة، الفصل الرابع فی المسح، واما مائل مسح الخفین: ۲۸/۱، حبيبية، کوئٹہ).

۲۔ (قاضی خان علی هامش الهندية، کتاب الطهارة، فصل فی المسح علی الخفین: ٤٦/۱، رشيدية).

۳۔ (الهندية، کتاب الطهارة، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الاول: ۲۳/۱، رشيدية).

٤۔ (الشامية، کتاب الطهارة، باب المسح علی الخفین: ۲۷۲/۱، سعيد).

ایک انگلی کے ساتھ مسح کرنا:

اگر کسی نے صرف ایک انگلی سے تین بار اس انداز سے مسح کیا کہ ہر بار نیا پانی لیتا رہا اور ہر بار نئی جگہ اس انگلی کو اس طرح پھیرا کہ ہر بار پوری انگلی کی لمبائی کے برابر پانی لگتا رہا تو مسح ہو جائے گا اور اگر نیا پانی نہیں لیا تو مسح جائز نہیں ہوگا۔[1]

مسح کی جگہ صرف انگلیوں کا رکھنا:

اگر موزے پر مسح اس انداز سے کیا کہ تین انگلیاں موزں پر رکھ دیں اور ان کو کھینچا نہیں، تو مسح ہو جائے گا، البتہ یہ عمل سنت کے خلاف ہے۔[2]

کئی بار مسح کرنا:

وضو کرتے وقت موزے پر کئی بار مسح کرنا سنت نہیں، صرف ایک بار مسح کرنا سنت ہے، بالفاظ دیگر یہ کہہ لیجیے کہ وضو میں ہر عضو کو تین بار دھونا سنت ہے، لیکن مسح میں صرف ایک بار سنت ہے۔[3]

مسح کے بغیر مسح ہونا:

اگر بارش کے قطرے موزے کے باہر سے لگے اور تین تین انگلیوں کے برابر جگہ دونوں موزوں کے اوپر سے تر ہو گئی، یا شبنم پڑی ہوئی گھاس میں چلنے سے تین انگلیوں کے بقدر موزہ اوپر کی طرف سے تر ہو گیا تو مسح ہو جائے گا، دوبارہ مسح کرنے کی ضرورت نہیں۔[4]

۱۔ (خلاصة الفتاوى، كتاب الطهارة، الفصل الرابع فى المسح: ۲۶/۱، حبيبية، كوئٹه).

۲۔ (الشامية، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۲۷۲/۱ سعيد).

۳۔ (الهندية، كتاب اطهارة، الباب الخامس فى المسح على الخفين: ۲۳/۱، رشيدية).

٤۔ (الشامية، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۲۷۲/۱ سعيد).

مندرجہ ذیل صورتوں میں موزہ پر مسح جائز نہیں:

اگر موزہ ٹخنے سے نیچے ہے تو مسح جائز نہیں۔[۱]

موزہ اتنا زیادہ پھٹا ہوا ہو کہ چلتے ہوئے تین انگلیوں سے زیادہ پاؤں نظر آئے، تب بھی مسح جائز نہیں، البتہ اگر چلتے ہوئے چمڑا مل جائے اور تین انگلیوں کی مقدار سے کم پاؤں نظر آئے تو مسح جائز ہے۔[۲]

اگر ایک ہی موزہ دو تین جگہوں سے تھوڑا تھوڑا اس طور پر پھٹا ہوا ہو کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو وہ تین انگلیوں کے برابر ہو جائے تو مسح جائز نہیں، اور اگر دونوں موزے تھوڑے تھوڑے اس طور پر پھٹے ہوئے ہوں کہ اگر دونوں کی پھٹن کو جمع کیا جائے تو تین انگلیوں کی مقدار سے زیادہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔[۳]

اگر کسی نے دو موزے اس انداز سے پہنے کہ ایک کے اوپر دوسرا پہن لیا، اور اوپر والا موزہ تین انگلیوں کے بقدر پھٹا ہوا ہے تو اس پر مسح جائز نہیں؛ اس لیے کہ اعتبار اوپر والے حصہ کا ہوتا ہے، نہ کہ اندر والے حصہ کا۔[۴]

موزہ کے اندر پانی چلا گیا:

اگر موزے کے اندر پانی چلا جائے اور اس سے تمام پاؤں گیلا ہو جائے تو اس صورت میں مسح ختم ہو جائے گا، اب دوبارہ وضو کے وقت پاؤں کو موزوں سے نکال

۱۔ (البحر الرائق، کتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۱۲۵/۱ سعید).

۲۔ (بدائع الصنائع، کتاب الطهارة، فصل: واما المسح على الخفين: ۱۱/۱ سعید).

۳۔ (الهندية، کتاب الطهارة، الباب الخامس فی المسح على الخفين: ۳٤/۱ رشیدية).

٤۔ (البحر الرائق، کتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۱۸۲/۱، ۱۸۱ سعید).

کر دھونا لازم ہے، پھر دوباہ مورہ پہننا چاہیے۔[۱]

مقیم مورے پہننے کی حالت میں مسافر ہو گیا:

مقیم اگر موروں پر مسح کرنے کی مدت ایک دن اور ایک رات پوری ہونے کے بعد مسافر بنے تو پچھلی مدت شرعاً ختم ہو جائے گی، اب پاؤں دھو کر دوبارہ مورے پہنے، اور اگر ایک دن اور ایک رات پوری ہونے سے پہلے مسافر ہو جائے تو اس کی مقیم والی مدت، مسافر والی مدت (تین دن اور تین راتیں) میں تبدیل ہو جائے گی، مذکورہ شخص پچھلی مدت کو ملا کر تین دن اور تین رات تک مسح کرسکتا ہے۔[۲]

مسافر مدتِ مسح میں مقیم ہو گیا:

مسافر اگر ایک دن اور ایک رات پوری ہونے کے بعد مقیم ہو جائے یا تین دن اور تین راتیں پوری ہونے کے بعد مقیم ہو جائے تو مورے اتار دے اور پاؤں دھولے، اور اگر ایک دن اور ایک رات پوری ہونے سے پہلے مقیم ہو جائے تو ایک دن اور ایک رات کو پورا کرلے (وقت سفر اور اقامت کی دونوں مدتوں کو ملا کر وقت حدث سے ایک دن اور ایک رات تک موروں پر مسح کرلے)۔[۳]

۱۔ (الهندية: كتاب الطهارة، الباب الخامس فى مسح على الخفين، الفصل الثانى فى نواقض المسح، ۱/۳٤-۳۵، رشيدية)

۲۔ (الشامية، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۲۷۸/۱ سعيد).

۳۔ (بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، فصل: واما المسح على الخفين: ۹/۱، سعيد).

مسح کو توڑنے والی چیزیں:

مسح کو وہ چیزیں توڑ دیتی ہیں جو وضو کو توڑ دیتی ہیں؛ اس لیے کہ مسح وضو ہی کا ایک حصہ ہے۔[1]

موزے کو پیر سے اتار دینے کی صورت میں بھی مسح باطل ہو جاتا ہے، چاہے ایک ہی پیر سے موزہ اتار اگیا ہو۔[2]

مسح کی مدت گزر جانے کی صورت میں بھی مسح باطل ہو جاتا ہے۔[3]

موزے سے پاؤں کا اکثر حصہ نکلنا یا قصداً نکالنا تمام موزے کے نکال دینے کے حکم میں ہے، اور ایڑی کے نکلنے اور داخل ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔[4]

مندرجہ بالا حکم (مسح کی مدت ختم ہونے سے مسح ٹوٹنا) اس وقت ہے کہ جب پانی دستیاب ہو، اگر پانی نہ ملے تو مسح کی مدت گزرنے سے مسح نہیں ٹوٹے گا، لہٰذا اگر مسح کی مدت گزرنے کے بعد موزوں پر مسح کرکے نماز پڑھے، اور پانی نہ ملے تو نماز ہو جائے گی۔[5]

اگر با وضو ہونے کی صورت میں مذکورہ بالا صورتیں پیش آئیں اور مسح باطل

۱۔ (البحر الرائق، کتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۱/۱۷۷، سعید).

۲۔ (الشامية، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، مطلب نواقض المسح: ۱/۲۷۵ سعید).

۳۔ (الشامية، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۱/۲۷۵، سعید).

٤۔ (البحر الرائق، کتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۱/۱۷۸ سعید).

٥۔ (الشامية، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، مطلب: نواقض المسح: ۱/۲۷٦،۲۷٥ سعید).

ہوا تو صرف پاؤں کا دھو لینا کافی ہے، پورے وضو کو شروع سے لوٹانا ضروری نہیں، البتہ وضو کو شروع سے دوبارہ کرنا بہتر ہے، مگر ضروری اور وجب نہیں۔[۱]

مسح کی مدت میں غسل واجب ہونے سے مسح باطل ہو جاتا ہے، جس کے بعد موزے اتار کر غسل کرنا اور پاؤں دھونا ضروری ہوتا ہے۔[۲]

اگر کسی نے بے وضو ہونے کی حالت میں موزہ پہن لیا اور وضو کرتے وقت پاؤں کو نہیں دھویا، بلکہ اس پر مسح کر لیا تو یہ مسح بالکل باطل ہے، جب تک مذکورہ شخص موزہ اتار کر پاؤں نہیں دھوئے گا، بے وضو شمار ہوگا۔[۳]

اونی یا سوتی جرابوں پر مسح کرنا:

اس بات پر تمام ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ وہ اونی یا سوتی جرابیں جن میں موزوں کی شرائط نہیں پائی جاتیں، ان پر مسح کرنا جائز نہیں۔[۴]

تیمّم کرنے والے کا مسح:

جس شخص نے تیمّم کرکے موزے پہن لیے ہوں، پانی پر قادر ہونے کی وجہ سے جب وضو کرے گا تو موزے اتار کر پاؤں دھوئے گا، مسح نہیں کرے گا؛ اس لیے کہ تیمّم کرکے پہنے ہوئے موزے پر مسح کرنا جائز نہیں۔[۵]

۱۔ (بدائع الصنائع، کتاب الطهارة، فصل: واما المسح علی الخفين: ۱۲/۱ سعيد).

۲۔ (البحر الرائق، کتاب الطهارة، باب المسح علی الخفين: ۱۶۸/۱، سعيد).

۳۔ (التاتارخانية، کتاب الطهارة، الفصل السادس فی المسح علی الخفين: ۲۰۷/۱ قديمی).

٤۔ (الشامية، کتاب الطهارة، باب المسح علی الخفين: ۲۷۶/۱ سعيد).

٥۔ (تبيين الحقائق، کتاب الطهارة، باب المسح علی الخفين: ٤۷/۱ رشيدية).

پاؤں دھو کر موزہ پہن لینے کے بعد باقی وضو کرنا:

اگر کسی بے وضو شخص نے پاؤں دھو کر موزے پہن لیے، پھر باقی وضو کیا تو وضو ہو جائے گا، اور موزوں پر مسح کرنا درست ہوگا، البتہ یہ خلافِ سنت عمل ہے، جس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (۱)

مسافر کے لئے قربانی کے احکام

مسافر پر قربانی واجب نہیں:

شریعت مطہرہ نے جس مسافر کے لئے نماز، روزہ وغیرہ کے احکام میں نرمی اور آسانی کا معاملہ فرمایا ہے اسی طرح قربانی کے بارے میں بھی نرمی کا معاملہ فرمایا ہے اور مسافر سے قربانی کو معاف کر دیا ہے، یعنی جو شخص ایام قربانی میں مسافر ہو یا قربانی کے آخری وقت میں مسافر ہو جائے تو اس سے قربانی کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ البتہ خود اپنی مرضی سے کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ (۲)

قربانی کا جانور خریدنے کے بعد سفر میں چلا گیا؟

اگر کسی مالدار آدمی نے قربانی کے ارادہ سے بھیڑ، بکری یا دنبہ وغیرہ خریدا ہے اور قربانی کا وقت آنے سے پہلے سفر میں جانا پڑا اور قربانی کے دن گزرنے کے بعد وطن واپس آئے گا تو اس جانور کی قربانی کرنا لازم نہیں ہے بلکہ اس کو فروخت

۱۔ (بدائع الصنائع، کتاب الطهارة، فصل: واما المسح علی الخفين: ۹/۱ سعيد).

۲۔ «شرائطها: الاسلام والاقامة ۔ وفی الرد: قوله (والإِقامة) فالمسافر لا تجب عليه وإن تطوّع بها اجزاته عنها»۔ (الدر مع الرد: كتاب الاضحية، (۳۱۶/۲) ط، سعيد).

کرنا بھی جائز ہے کیونکہ مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے۔[۱]

قربانی خرید کر سفر میں چلا گیا تو کیا حکم ہے؟

قربانی کے لئے جانور خرید لیا، اور اس کے بعد سفر شروع کیا، خواہ قربانی کے ایام آنے سے پہلے، یا قربانی کے ایام کے اندر تو ایسے شخص کی قربانی کی دو صورتیں ہوں گی:

۱۔ اگر قربانی کا جانور خریدنے والا مالدار نہیں تھا، اور اس پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے پھر بھی قربانی کا جانور خرید لیا تو سفر میں جانے کے باوجود اس سے قربانی ساقط نہیں ہوگی بلکہ اس پر قربانی کرنا واجب ہوگا۔[۲]

اگر قربانی نہیں کی تو اس پر صدقہ کرنا واجب ہے۔[۳]

۲۔ اگر وہ مالدار ہے، اور اس پر قربانی واجب ہے۔ اور اس نے قربانی کے ایام شروع ہونے سے پہلے سفر شروع کر دیا تو قربانی ساقط ہو جائے گی۔[۴]

اور اگر قربانی کے ایام شروع ہونے کے بعد سفر کیا تو اگر وہ مالدار ہے تو قربانی کرنا لازم نہیں۔[۵]

قربانی کے آخری دن واپس آیا:

اگر مسافر مالدار ہے، قربانی کے ایام شروع ہونے سے پہلے سفر میں چلا گیا، پھر قربانی کے آخری دن سفر سے واپس آیا، یا کسی مقام پر سورج غروب ہونے سے پہلے

۱۔ (الهندية: ۲۹۲/۵ ط: رشيدية).

۲۔ (الهندية: ۲۹۲/۵ ط: رشيدية).

۳۔ (الدر مع الرد: كتاب الاضحية، (۳۲۱/۶، ۳۲۰، ط: سعيد).

۴۔ (بدائع الصنائع: كتاب التضحية، فصل و أما كيفية الوجوب، ۱۹۶/۴ ط: رشيدية)

۵۔ (بدائع الصنائع: كتاب التضحية، فصل و أما كيفية الوجوب، ۱۹۶/۴، ط رشيدية).

پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرلی، تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔ [۱]

لہٰذا اگر قربانی کرنے کے لئے کوئی جانور نہیں مل سکا یا ملنا ممکن ہو، لیکن ذبح کرنے کا وقت نہیں ہے، تو پھر قربانی کے جانور یا ساتویں حصے کے برابر رقم صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ [۲]

جماعت ثانیہ

اگر کسی مسجد میں مندرجہ ذیل چار شرائط ہیں تو ایک دفعہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بعد دوسری دفعہ جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے، اور وہ چار شرائط یہ ہیں:

۱۔ محلّہ کی مسجد ہو، عام راستہ کی مسجد نہ ہو۔

۲۔ پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔

۳۔ پہلی جماعت محلّہ کے ایسے لوگوں نے ادا کی ہو جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے۔

۴۔ دوسری جماعت بھی اس ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے،، جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے۔ [۳]

البتہ اگر ان چار شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو دوسری جماعت مکروہ نہیں، مثلاً: محلّہ کی مسجد نہ ہو بلکہ عام راستہ کی مسجد ہو، یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر نہ پڑھی گئی ہو، یا مسجد میں پہلی جماعت ان لوگوں

۱۔ (الهندية: ۲۹۲/۵ كتاب الأضحية، الباب الاول فی تفسيرها ط: رشيدية)

۲۔ (الدر مع الرد: كتاب الاضحية، ۳۲۱/۶ ط: سعيد)

۳۔ (الشامية، كتاب الصلاة، باب الامامة: ۵۵۳/۱ سعيد).

نے پڑھی ہو جو مسجد میں رہتے نہیں، یا دوسری جماعت اس ہیئت سے ادا نہ کی گئی ہو جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے (ہیئت سے مراد یہ ہے کہ پہلی جماعت کی جگہ سے ہٹ کر مسجد ہی میں کسی اور جگہ ادا کی جائے)، تو اس میں جماعتِ ثانیہ کا اہتمام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔[۱]

جماعت سے الگ نماز پڑھنا:

اگر کوئی جماعت تشکیل کی جگہ نماز کے وقت پہنچے، اور وہاں پہلے سے جماعت ہو رہی ہو تو اس جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے، بلا کسی عذر کے اپنی الگ جماعت کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، ورنہ جماعت میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے گناہ گار ہوں گے۔[۲]

پٹرول پمپ، اسٹیشن اور ریسٹورینٹ وغیرہ کی مساجد میں جماعت ثانیہ:

ایک شہر سے دوسرے شہر تشکیل کے وقت راستہ میں پٹرول پمپ، ریسٹورینٹ، اسٹیشن اور بس اسٹینڈ وغیرہ کی مساجد اگر کس شہر میں ہوں یا ایسی جگہ میں ہوں جہاں آبادی ہو اور ان مساجد میں امام ومؤذن مقرر ہوں، تو ایسی مساجد میں جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ ایسی مساجد پر مسجد محلّہ کی تعریف صادق آتی ہے اور اگر مذکورہ جگہوں کی مساجد شہر سے باہر ہوں یا ایسی جگہ واقع ہوں جہاں آبادی نہ ہو تو اگرچہ ان مساجد میں امام ومؤذن مقرر ہوں اور آس

۱۔ (البزازية على هامش الهندية،كتاب الصلاة، نوع فيما يكره وما لا يكره: ٥٦/٤ رشيدية).

۲۔ (الشامية، كتاب الصلاة، باب الامامة: ٥٥٢/١،سعيد).

پاس کے چند نمازی بھی مستقل نماز پڑھنے والے ہوں تو ایسی مساجد میں جماعت ثانیہ مکروہ نہیں۔[1]

مقامی جماعت سے پہلے اپنی جماعت کروانا:

تشکیل میں چلنے والی جماعت کو اگر کوئی عذر لاحق ہو، جس کی وجہ سے وہ مقامی لوگوں کی جماعت کا انتظار نہ کر سکیں اور اپنی جماعت وقت داخل ہونے کے بعد کرلیں تو اس کی گنجائش ہے، البتہ مسجد میں جس جگہ ہمیشہ جماعت ہوتی ہے اس جگہ سے ہٹ کر جماعت کروائیں، تاکہ محلّہ والوں کی جماعت ثانیہ بھی مکروہ نہ ہو، اور اگر مسجد سے باہر کوئی مناسب جگہ نماز ادا کرنے کے لیے مل جائے تو احتیاط اسی میں ہے کہ وہاں نماز پڑھ لی جائے۔[2]

تکبیر اولی کی فضیلت کے لیے جاری جماعت کو چھوڑ کر نئی جماعت کروانا:

مسجدِ محلّہ (جہاں امام ومؤذن اور مقتدی مقرر ہوں) میں تکبیر اولی کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے جاری جماعت کو چھوڑ کر نئی جماعت کروانا جائز نہیں، مسجد محلّہ کے علاوہ جگہ میں بھی مذکورہ عمل "تقلیل جماعت" اور "اعراض عن الصلاۃ" کا سبب بننے کی وجہ سے درست نہیں، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔[3]

۱۔ (التنویر مع الدر: کتاب الصلاۃ، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد: ۲/۳۴۳، رشیدیة)،(البزازیة: کتاب الصلاۃ، الفصل الخامس عشر في الاقتداء: ۱۱/۳۹، دار الفکر).

۲۔ (البحر الرائق: کتاب الصلاۃ، باب الامامة: ۱/۶۰۵، رشیدیة).

۳۔ (الحلبي الکبیر: فصل في أحکام المساجد، ص: ۶۱۳ رشیدیة).

متفرق مسائل

مسجد میں سونا:

واضح رہے کہ جماعت والوں کا تشکیل والی مسجد میں سونا شرعا درست ہے، البتہ تشکیل والی مسجد میں اعتکاف کی نیت کر لینی چاہیے۔[۱]

مسجد میں احتلام ہونا اور تیمّم کرکے سو جانا:

بعض مرتبہ ساتھی مسجد میں احتلام ہونے کے بعد سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں، تیمّم کرکے دوبارہ سو جاتے ہیں کہ صبح اٹھ کر غسل کریں گے، شرعا ان کا یہ عمل درست نہیں، فورا تیمّم کرکے مسجد سے نکل کر غسل کرنا ضروری ہے، بلا کسی عذر شرعی (مثلا: خوف دشمن، درندہ وغیرہ) کے تیمّم کرکے مسجد میں ٹھہرنا درست نہیں ہاں اگر سردی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اس وقت غسل مشکل ہو تو مسجد شرعی سے خارج وضوخانے وغیرہ میں سو جائے اور پھر صبح غسل کرلے۔[۲]

جماعت والوں کا مسجد کی چٹائی اور بجلی استعمال کرنا:

جس مسجد میں تشکیل ہو، جماعت والے ساتھیوں کے لیے اس کی چٹائی وغیرہ کا استعمال کرنا جائز ہے، مگر احتیاط کرنا بہتر ہے، اسی طرح نماز کے اوقات کے علاوہ مسجد کی بجلی استعمال نہیں کرنی چاہیے، البتہ عشاء کی نماز کے بعد چوں کی تہائی رات تک عشاء کی نماز ہوتی ہے، اس لیے تہائی رات تک مسجد کی لائٹ وغیرہ استعمال

۱۔ (معارف السنن، باب ماجاء فی النوم فی المساجد: ۳۱۲/۳، جلس الدعوة والتحقیق الاسلامی)۔

۲۔ (الشامیة: کتاب الطهارة، باب التیمم: ۴۵۸/۱، رشیدیة)۔

کرنے کی اجازت ہے، اس کے بعد استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔[1]

لیٹے ہوئے ساتھیوں کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا:

جماعت میں اکثر ساتھی آرام کے وقت نوافل اور سنت نماز کا اہتمام کرتے ہیں، تو ایسی جگہ سوئے ساتھیوں کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا جائز ہے، البتہ اگر سوئے ہوئے ساتھیوں کا چہرہ نمازی کی طرف ہو تو مکروہ ہے، اور اگر وہ چادر ڈالے ہوئے ہیں تو مکروہ نہیں۔[2]

موبائل فون:

واضح ہے کہ دعوت و تبلیغ اسلام کا ایک اہم فرضہ ہے، جو ساتھی چلہ، چار مہینہ یا سال کی تشکیل میں موجود ہوں، اصل مقصد کے حصول کے لیے ان پر یہ ضروری ہے کہ اپنا سارا وقت امتِ مسلمہ کی فکر اور دین کی اشاعت میں خرچ کریں اور اپنے آپ کو تمام لہو ولعب اور خرافات وواہیات سے پاک صاف رکھیں، لہٰذا اگر کسی ساتھی کی کوئی شدید مجبوری نہ ہو تو تشکیل کے وقت اسے چاہیے کہ اپنا موبائل اپنی جماعت کے امیر کے حوالہ کردے تاکہ مقصد کے حصول میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے، البتہ اگر کسی ساتھی کو بامر مجبوری اپنے پاس رکھنا پڑے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ تشکیل والی مسجد میں موبائل فون یا کم از کم اس کی گھنٹی بند کردے، اور اسے اپنے روز مرہ کی عادت بنالے، لیکن اگر کوئی ساتھی بتقاضائے بشریت موبائل

۱۔ (حلبی کبیر، فصل فی احکام المسجد، ص: ٦١٤، سهيل اكيدمي).

۲۔ (الهندية، كتاب الصلاة، الفصل الثانی فيما يكره فی الصلاة وما لا يكره: ١٠٨/١ رشيدية).

فون بند کرنا بھول جائے جب کہ وہ نماز کی حالت میں ہو، اور دوران نماز موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگے تو چاہیے کہ اس کے کسی بٹن کو دبا کر اسے بند کر دے، اگر دائین جیب میں موبائل ہو تو دائیں ہاتھ سے اور اگر بائیں جیب میں ہو تو بائیں ہاتھ سے بند کرے،اس طرح نماز فاسد نہیں ہوگی، اور اگر موبائل فون اپنی جیب سے نکال کر پھر بند کرے یا بار بار گھنٹی آنے کی صورت میں وہ بار بار بند کرتا رہے، تو پھر دیکھا جائے گا، اگر ایک ہی رکن میں یہ عمل تین دفعہ دہرایا گیا تو بوجہ عمل کثیر کے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [1]

رِنگ ٹون میں اللہ کا نام یا تلاوت لگانا:

اسی طرح بعض ساتھی فرطِ محبت میں آکر "رِنگ ٹون" میں اللہ اکبر یا تلاوتِ کلامِ پاک کو ایکٹیویٹ کرتے ہیں، جس کا شرعا استعمال جائز نہیں،اس میں اللہ جل شانہ کے مبارک نام اور تلاوتِ پاک کے ذریعہ کسی کو اطلاع دینا لازم آتا ہے جو کہ گناہِ عظیم اور توہین کے زمرہ میں آتا ہے۔ [2]

خاکپائے اکابر
صابر محمود
فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی
استاذ و رفیق دارالافتاء جامعہ انوارالعلوم شاد باغ ملیر ہالٹ کراچی
0315 8800032
تاریخ: ۱۶/۴/۲۰۱۷

۱۔ (الشامية، كتاب الصلاة، باب ما فسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۶۲۴،سعيد).

۲۔ (الشامية، كتاب الحظر والاباحة: ۶/۴۳۱، سعيد).

جامعہ انوار العلوم

شادباغ ملیر ہالٹ کراچی

بانی و مہتمم

حضرت مولانا شفیق الرحمان صاحب اطال اللہ بقاہ

فون: 03332067633